ألوكة الخيرات عن مولد سيد السادات من دار التّحقيقات

دار التّحقيقات کی جانب سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد سے خیر کا پیغام

ماہنامہ

التحقيقات

کمزور وکیل

محبت رسول کا تقاضہ

اسلام اور عورت

عقیدہ ختم نبوت اور صدیق اکبر

تقریر کا انداز

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

DARUT TAHQIQAT INTERNATIONAL

A PRESENTATION BY
DARUT TAHQIQAT INTERNATIONAL
& SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

کتاب یا رسالے کا نام:

ماہنامہ
التحقیقات

پیشکش:	دارالتحقیقات انٹرنیشنل
موضوع:	ماہنامہ
ناشر:	SABIYA VIRTUAL PUBLICATION
ڈیزائننگ اور کمپوزنگ:	PURE SUNNI GRAPHICS
سنہ اشاعت:	SEPTEMBER 2022
صفحات:	79

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION



اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

"الوکۃ الخیرات عن مولد سید السادات من دار التحقیقات"

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت پر دار التحقیقات کی جانب سے نیکی کا پیغام، بھلائی کی دعوت"

ماہنامہ

التحقیقات

مُدیر:

ابوحنین سید ثقلین صاحب

معاون ماہنامہ التحقیقات:

محمد سلیم رضوی، ابوالبیان القادری، منیر اشرفی،

دانیال سہیل عطاری، علی عمران عطاری

IJMALI FEHRIST

CONTENTS

(اس فہرست میں کسی بھی عنوان پر فقط ایک کلک کرنے سے آپ متعلقہ صفحے پر جاسکتے ہیں۔)

اہم پیغام

صابیا ورچوئل پبلیکیشن مختلف ذرائع سے موصول شدہ مواد کی اشاعت کر رہی ہے۔ کئی لکھنے والے اپنا سرمایہ ہمیں شائع کرنے کے لیے ارسال فرما رہے ہیں۔ ہم ایک اہم وضاحت بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہماری شائع کردہ کتابوں اور رسالوں کے مندرجات کی ذمہ داری ہم اس حد تک لیتے ہیں کہ یہ سب اہل سنت و جماعت سے ہے اور یہ بالکل ظاہر بھی ہے کہ ہر لکھاری کا تعلق اہل سنت سے ہے اور پھر علماے اہل سنت کی کتابوں کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کیا جارہا ہے جن کے بارے میں کسی کو کوئی شک نہیں ہونا چاہیے اور پھر بات آتی ہے لفظی اور املائی وغیرہ غلطیوں کی تو جو اشاعت خاص ہماری جانب سے ہوتی ہے یعنی وہ کتابیں اور رسالے جو "**ٹیم عبد مصطفی افیشل**" کی پیشکش ہوتی ہے ان کی ذمہ داری ہم لیتے ہیں اور جو ہمیں دوسرے ذریعوں سے موصول ہوتا ہے ان میں اس طرح کی غلطیوں کے حوالے سے ہم بری ہیں کہ وہاں ہم ہر ہر لفظ کی چھان پھٹک نہیں کرتے۔

ٹیم عبد مصطفیٰ آفیشل کی علمی تحقیقی اور اصلاحی کتابیں اور رسالے کئی مراحل سے گزرنے کے بعد شائع ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان میں بھی ایسی غلطیوں کا پایا جانا ممکن ہے لہٰذا اگر آپ انھیں پائیں تو ہمیں اطلاع فرمائیں۔

عبد مصطفیٰ آفیشل

﴾دار التحقیقات انٹرنیشنل: مختصر تعارف واہداف﴿

دار التحقیقات انٹرنیشنل علاقائی، لسانی، عصبی خیالات سے مبرء ایک خالص مذہبی اور اسلامی تحریک ہے۔

اصلاح معاشرہ، مذہبی فسادات کے خاتمہ، علوم شریعہ اور مستند لٹریچر کے ذریعے اہل سنت کے درمیان اتحاد اور جمیع مسلمین تک اسلام کی تعلیمات کو پہچانے کے لئے اس تنظیم کی بنیاد رکھی گئی۔ اس تنظیم کا ایک مقصد دنیا بھر کے علماء اہلسنت کو یکجا کر کے انہیں انکی تحریرات، تقریرات و دیگر امور کے لئے انہیں ایک عظیم پلیٹ فارم مہیہ کرنا بھی ہے تاکہ تعلیمات اسلام کو باآسانی دیگر مسلمانوں تک پہنچایا جا سکے۔

دار التحقیقات انٹرنیشنل خواہاں ہے کہ ہر ایسے کام کو احسن انداز سے سرانجام دیا جائے جس کا تعلق اصلاح معاشرہ، مسلمانوں کی باہمی دوری کا خاتمہ، اور اہل اسلام سے متعلقین لوگوں تک اسلام کی حقیقی روح پہچانے سے ہو۔ اور اکثر شعبوں میں دار التحقیقات کی نمایاں کارکردگی لوگوں پر روز روشن کی طرح واضح ہے۔

دار التحقیقات انٹرنیشنل کے اہداف:

● دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے خاص طور پر اور اسلام سے تعلق رکھنے والوں کے لئے عام طور پر دینی کتب کا آسان اور جدید انداز میں ترجمہ، شرح کرنا اور پھر انکی اشاعت۔

● سوشل میڈیا کے مختلف پیلیٹ فارمز پر دروس و خطابات کے ذریعے دنیا کے مختلف ممالک کے لوگوں تک رخ اسلام کو صحیح و واضح پہنچانا۔

● مختلف ممالک میں بولیں جانے والیں مختلف زبانوں میں خالص دینی لٹریچر کی تیاری۔ بعد ازاں اس دینی و اصلاحی لٹریچر کی اشاعت۔

● دنیا بھر میں اسلام کے خلاف بڑھنے والے فتنوں و فرقوں اور فسادات کی روک تھام کے لئے لائحہ عمل کی تیاری اور اس کے نفاذ کے لئے کوشاں رہنا۔

● ایسی ویب سائٹ کا قیام جس سے اسلام کی صحیح ترجمانی ہو اور رخ اسلام پورے عالم پر صحیح واضح ہو۔

● علماء و طلبہ سے التماس ہے کہ ہمارا زورِ بازو بنیں۔ اور ساتھ مل کر دین متین کی خدمت کریں۔

اخو کم عبد المصطفیٰ سعدی ازہری
خادم دار التحقیقات انٹرنیشنل

سوشل میڈیا اکاؤنٹ لنک

@darut tahqiqat international
Whatsapp: Pk +923420524143
Ind:+918868869786
Msr:+20 102 146 8409

پیش لفظ

بحمد اللہ وبفضلہ :

حضورِ سرورِ کائنات مفخرِ موجودات زینتِ بزمِ کائنات آقائے کونین رحمتِ دارین نانائے حسنین احمد مجتبیٰ جنابِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماہِ ولادت میں ماھنامہ التحقیقات کی ابتدا ہوئی:
دل میں ارمان مچل رہے تھے اس بار ولادتِ سرورِ کونین پر انکی بارگاہِ عالیہ رفیعہ میں تحفہ پیش کیا جائے، گرچہ فی الحقیقۃ ہم ناقص لوگ اس قابل کہاں ۔۔۔۔ مگر انکی کرم نوازی کہ قبول فرمالیں، تو عجب کیا۔

الحمد للہ ایک ایسی خواہش جو کئی مہینوں سے دل میں رہی اور بعض احباب سے اسکا اظہار بھی ہوا مگر ۔۔۔ وہ خواہش درجہِ خواہش سے باہر، عملی صورت میں نہ آسکی، ولادتِ مصطفیٰ کا صدقہ خواہشوں کو پورا کرنے والی ذات اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس قلبی آرزو کو پورا فرمایا:

ہماری ٹیم کے اہم رکن مولانا عبدالمصطفیٰ سعدی صاحب (مصر) سے جب نام کے متعلق تبادلہِ خیال ہوا تو انہوں نے کس قدر عمدہ نام تجویز فرمایا، جو مجھے بہت اچھا محسوس ہوا:

"الوکۃ الخیرات عن مولد سید السادات من دار التحقیقات"

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت (birthday) پر دار التحقیقات کی جانب سے نیکی کا پیغام، بھلائی کی دعوت"

الحمد للہ علی ذالك :

اس کامیابی کے لیے ماہنامہ: کی پوری ٹیم کا تعاون/اور قبلہ صابر اسماعیلی صاحب کا ساتھ لائقِ تحسین اور صد آفرین ہے یہ احبابِ ذی وقار شکریہ کے ساتھ ساتھ مبارکباد کے مستحق ہیں، اے کاش ۔۔۔۔ یہ تحفہ بارگاہِ رسالت میں مقبول ہوجائے:

گر قبول افتد زہے عز و شرف

قارئین کرام:

ماہنامہ میں متعدّد اہلِ علم احباب کے مضامین جو قرآن و سنت کی تعلیم پیش کرتے ہیں جن میں عقائد سے متعلق Material بھی شامل ہے اور سیرت کے حوالے سے بھی مواد۔۔ بچوں کے لیے بھی تربیت کا سامان ہے تو عورتوں کے لیے بھی متاعِ زیست، اس کے ساتھ ساتھ اصلاحی موضوعات سے بھی صفحات آراستہ ہیں، یہ تحریرات کا خوبصورت گلدستہ تبلیغِ دین کا بہترین ذریعہ ہے اور تبلیغِ دین کا عمل روزِ اول سے چلتا آرہا ہے، بعثتِ امتِ مصطفی کا ایک بنیادی مقصد۔ امر بالمعروف ونھی عن المنکر ہے، یعنی نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا ہے، خود مصطفی کریم نے تبلیغِ دین کا اہم فریضہ سرانجام دیا، فقط خود یہ عمل نہیں اپنایا بلکہ امیر و کبیر غریب و مسکین آقا و مولا افسر و خادم الغرض ہر ایک کو دین کی تبلیغ و اشاعت کا حکم ارشاد فرمایا اللہ پاک کے آخری نبی مکی مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بلغوا عنی ولو آیۃ   کہ پہنچادو میری طرف سے اگر چہ ایک ہی آیت ہو

(بلِغ صیغہِ امر ہے اور تبلیغ اسی کا مصدر ہے) تبلیغ کا عمل بہت محبوب عمل ہے کہ یہ انبیاء و مرسلین کا طور طریقہ ہے یہ غوث و رضا کا عمل ہے یہ داتا و خواجہ کا مسلک ہے, تبلیغِ دین کے شعبہ جات میں تحریر کا شعبہ نمایاں حیثیت رکھتا ہے کیونکہ لکھی ہوئی بات محفوظ ہوجاتی ہے اور محفوظ شئے سے باآسانی استفادہ (فائدہ حاصل) ہوسکتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قیدوا العلم بالکتاب   کہ علم کو لکھ کر قید کرلو

جامع الاصول کے مقدمے میں صاحبِ کتاب نے بھی اس بات کی تاکید فرمائی اور تحریر کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے قسم اٹھادی

"ولعمری انھا (الکتابۃ) الاصل"   کہ میری عمر کی قسم تحریر ہی اصل ہے

ایک مقام پر لکھا تھا " القلم یحفظ ولا ینسی " کہ ذہن سے چیز محو ہوجانے ۔ مٹ جانے کا

اندیشہ ہے مگر قلم کا لکھا باقی رہتا ہے، قلم بھولتا نہیں ہے، اور امیر اہلسنت مولانا الیاس قادری دامت برکاتہم علینا فرماتے ہیں "آج کل ہاضمے مضبوط ہیں نہ حافظے... کہ حافظے پر اب بھروسا کامل نہیں --
لہذا لکھنے کا عمل علم کو قید کرلیتا ہے، علم و علما سے دوستی جوڑیں رکھیں ان شاء اللہ دارین کی بھلائیاں نصیب ہونگی اور جہالت اور برائی کے گھناؤنے بادل چھٹ جائیں گے،

اللہ کرے ہمارا یہ عمل اسکے ہاں مقبولیت کا پروانہ حاصل کرلے۔

جب یہ ماہنامہ پڑھیں تو ہم سب کی مغفرت کی دعا کردیں، اللہ آپ کو مجھے اور سب کو ولادت مصطفی کا توسّل بے حساب و کتاب بخش دے،

خاک پائے علمائے کرام

ابوالبیان القادری

عقیدہ ختم نبوت اور صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

از: محمد ثقلین عبدالرحمٰن ترابی نوری غفرلہ

الحمد للہ! ہم مسلمان ہیں اور مسلمان ہونے کے ناطے ہمارا بنیادی اسلامی عقیدہ ہے کہ جناب رسول اللہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور حضور خاتم النبیین ﷺ کی حیات ظاہری یا وصال کے بعد قیامت تک کسی نئے نبی کا آنا ناممکن و محال ہے اور یہ کہ جو کوئی حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے یا کسی کو نبی مانے حتیٰ کہ حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد کسی نبی کا آنا ممکن مانے وہ بھی کئی آیات مقدسہ، کئی احادیث مبارکہ اور اجماع امت کا منکر ہونے کے سبب دائرہِ اسلام سے خارج اور قطعی کافر و مرتد ہے۔

کیونکہ جس طرح مسلمان ہونے کے لیے اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک، تقدیر کے خیر و شر کو حق، تمام کتب سابقہ، انبیاء سابقہ کو سچا ماننا ضروریاتِ دین میں سے ہے کہ اس کے اقرار قولی اور تصدیق قلبی کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا۔ یوں ہی حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت کے اقرار و تصدیق کے ساتھ قرآن مجید کو آخری کتاب الٰہی اور حضور نبی کریم ﷺ کو آخری نبی ماننا بھی ضروریاتِ دین میں شامل ہے جس کے بغیر کوئی شخص ہرگز ہرگز مومن و مسلم کہلانے کا حقدار نہیں۔

عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت کا اندازہ ایسے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اصولِ اربعہ (یعنی قرآن، سنت، سوادِ اعظم، عقلِ صحیح) سے یہ عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔

دورِ رسالت سے لے کر آج تک تمام امت کا یہ اجماعی و اتفاقی عقیدہ ہے۔

اس اہم ترین عقیدے کی حفاظت کے سب سے پہلے قائد، قائدِ اولین تحریک ختمِ نبوت خلیفۂ اول بلافصل افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رسولِ کریم خاتم النبیین ﷺ کے زمانۂ اقدس

میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے مُسَیلمہ کذّاب اور اس کے ماننے والوں سے جنگ کے لئے صحابیِ رسول ﷺ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں 24 ہزار کا لشکر بھیجا جس نے مسیلمہ کذّاب کے 40 ہزار کے لشکر سے جنگ کی، تاریخ میں اسے "جنگِ یمامہ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اس جنگ میں 1200 مسلمانوں نے جامِ شہادت نوش فرمایا جن میں 700 حافظ و قاریِ قرآن صحابہ بھی شامل تھے جب کہ مسیلمہ کذّاب سمیت اس کے لشکر کے 20 ہزار لوگ ہلاک ہوئے اور اللہ پاک نے مسلمانوں کو عظیم فتح نصیب فرمائی۔

مفکرِ اسلام مردِ مومن مردِ حق حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رحمتِ عالم ﷺ کے دس سالہ مدنی دور میں غزوات اور سرایا ملا کر کُل 74 جنگیں ہوئیں جن میں کُل 259 صحابہ شہید ہوئے جبکہ مسیلمہ کذّاب کے خلاف جو "جنگِ یمامہ" لڑی گئی وہ اس قدر خونریز تھی کہ صرف اس ایک جنگ میں 1200 صحابہ شہید ہوئے جن میں سات سو (700) حفاظ صحابہ بھی شامل ہیں۔ ختمِ نبوت کے معاملے میں جنگِ یمامہ میں 24 ہزار صحابۂ کرام نے شریک ہو کر اور 1200 صحابۂ کرام نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر کے اپنا عقیدہ واضح کر دیا کہ حضور نبی کریم ﷺ اللہ پاک کے آخری نبی و رسول ہیں، حضور اکرم ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو اس سے اعلانِ جنگ کیا جائے گا۔ (ماخوذ از ماہنامہ فیضانِ مدینہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی محبوبِ کریم خاتم النبیین ﷺ کی ختمِ نبوت پر پہرہ دیتے رہنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

آمین بجاہ خاتم النبیین ﷺ

عقیدہ ختمِ نبوت اور مسلک اہل سنت

از: ابوالحسن ہزاروی

عقیدہ اہل سنت:

• تمام امت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی آخر الزمان علیہ الصلاۃ والسلام اللہ پاک کے آخری نبی اور رسول ہیں۔

• آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت مبارکہ کے ساتھ ہی سلسلہ نبوت و رسالت اپنے اختتام کو پہنچا، اب قیامت تک کوئی نبی پیدا نہ ہوگا اور نہ ہی کوئی رسول۔

• اگر کوئی پیارے آقا علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد دعویٰ نبوت و رسالت کرے خواہ کسی بھی ۔۔۔۔ میں ہو وہ کافر، مرتد اور خارج از اسلام ہے، جو اسکے کفر و ارتداد میں شک کرے وہ بھی کافر، مرتد و جہنمی ہے۔

• یہاں تک عقیدہ ختم نبوت مکمل ہوا جو کہ اظہر من الشمس ہے، احاطہ مضمون کے پیشِ نظر چند اکابرین اہل سنت کا موقف پیش کیا جاتا ہے وگرنہ اس موضوع پر علمائے حقہ کی بے شمار کتب موجود ہیں۔

• ملاحظہ کیجیے!!

(موقف اکابرین اہل سنت بر عقیدہ ختم نبوت)

• مجدد دین وملت، امام احمد رضا خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضور پُرنور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم یعنی بعثت میں آخر جمیع انبیا و مرسلین بلا تاویل و بلا تخصیص ہونا ضروریات دین سے ہے جو اس کا منکر ہو یا اس میں ادنی شک و شبہ کو راہ دے کافر، مرتد، ملعون ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج14، ص333)

• امام ابو حیان اندلسی رحمہ اللہ (754ھ متوفی) فرماتے ہیں: جس کسی کا یہ مذہب ہو کہ نبوت کسبی ہے ختم نہیں ہوتی یا یہ عقیدہ رکھے ولی نبی سے افضل ہے وہ کافر اسکو قتل کرنا واجب ہے کچھ لوگوں نے یہ دعویٰ کیا تھا جس پر اہلِ اسلام نے انہیں قتل کر دیا۔

(تفسیر بحر المحیط ج8 ص458 دار الفکر بیروت)

•علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ (1014ھ) خاتم الانبیاصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کے بارے میں فرماتے ہیں:

{ ودعوى النبوة بعد نبينا صلى الله عليه وسلم كفر بالاجماع }. ہمارے نبی کریم علیہ السلام کے بعد دعویٰ نبوت بالاجماع کفر ہے

(منح الروض الازھر فی شرح الفقہ الاکبر ص 451، دار البشائر السلامیہ)

• علامہ اسماعیل حقی حنفی رحمہ اللہ (1137ھ) لکھتے ہیں: اہل سنت وجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے کے بعد اب کسی نبی کی بعثت نہ ہوگی کیونکہ فرمانِ خداوندی ہے: { ولکن الرسول اللہ وخاتم النبیین } حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں اور پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمایا: میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اب جو شخص یہ کہے کہ نبی علیہ السلام کے بعد کوئی نبی ہے تو اسے کافر قرار دیا جائے گا کیونکہ اس نے نص قرآنی کا انکار کیا اور ایسے ہی جو اس میں شک کرے وہ بھی کافر ہے کیونکہ حجت نے حق کو باطل سے واضح اور روشن کر دیا ہے اور جس نے پیارے آقا علیہ السلام کے بعد دعویٰ نبوت کیا تو اسکا یہ دعوی کرنا سوائے باطل اور کفر کے کچھ نہیں

(تفسیر روح البیان ج 7، ص 224، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

• علامہ شعرانی رحمہ اللہ، شیخ اکبر ابن العربی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ شیخ نے فتوحات میں فرمایا: یہ وحی کا باب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصال (ظاہری) کے بعد بند ہوچکا ہے اب قیامت تک کسی کیلئے نہیں کھلے گا

(الیواقیت والجواھر ج 2، ص 371 دار الکتب العلمیہ)

• امام زرقانی مالکی (1122ھ) رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں یعنی سب نبیوں کے آخر ہیں جس نے آکر ان کی آمد کے سلسلہ کو ختم فرمادیا یا وہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی بعثت کے ساتھ ختم کردیے گئے

(مواھب اللدنیہ، ج 8 ص 395 دار الکتب العلمیہ)

• ان تمام عقائد کی روشنی میں یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ تمام امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ پیارے آقا علیہ الصلاۃ

والسلام آخری نبی ہیں ان کے بعد کوئی نبی و رسول پیدا نہ ہو گا اور یہ مسئلہ ضروریات دین میں سے ہے اسکا منکر کافر، جو اس میں شک کرے وہ بھی کافر۔ وما توفیقی الا باللہ

اہل بیت کے متعلق مسلک اہل سنت و جماعت

•قسط اول•

از: بلال ناصر عطاری

لغوی بحث: آل کی اصل "اھل" ہے، تسہیل کی دلالت کی وجہ سے ھاء کو ہمزہ سے بدل دیا اب دو ہمزہ اکھٹے ہو گئے تو دوسرے کو الف سے بدل دیا۔

لفظ آل کا اطلاق: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آل کے اطلاق میں اختلاف ہے کہ اس سے کون سی نفوس قدسیہ مراد ہیں، ایک قول مطلقاً اُمت کا بھی ہے (کہ اس سے جمیع اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام مراد ہے)، جبکہ ایک قول کے مطابق آل سے مراد بنو ہاشم اور بنو مطلب میں سے جو مسلمان ہیں وہ مراد ہیں، اور ایک قول کے مطابق نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متبعین (اتباع کرنے والے) مراد ہیں۔

یہاں وہ حدیث نقل کی جاتی ہے جو کہ متعدّد کتب حدیث میں مختلف الفاظ اور مفہوم واحد کیساتھ موجود ہے کہ جس سے اہل بیت کے اطلاق کو اخذ کیا جاتا ہے۔

روی «أنه علیه الصلاة والسلام خرج ذات غدوة وعلیه مرط مرجل من شعر أسود فجلس فأتت فاطمة رضی الله عنها فأدخلها فیه، ثم جاء علی فأدخله فیه ثم جاء الحسن والحسین رضی الله عنهما فأدخلهما فیه ثم قال: إنما یرید الله

لیذھب عنکم الرجس أھل البیت»

ترجمہ:-روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک صبح اس حال میں نکلے کہ آپ کے اوپر کالے بالوں سے بنی اُون یا ریشم کی چادر تھی پس آپ تشریف فرما ہوئے پھر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا تشریف لائیں ، آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے اُن کو چادر میں داخل فرما لیا۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف لائے تو آپ علیہ السلام نے انہیں بھی داخل فرما لیا، پھر حسنین کریمین رضی اللہ عنھما تشریف لائے تو آپ علیہ السلام نے ان کو بھی داخل فرما لیا، پھر فرمایا" انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ــــــ" الخ۔

● علامہ ناصر الدین البیضاوی (المتوفیٰ 685ھ) اپنی کتاب "التفسیر البیضاوی" میں آیت تطہیر کے تحت مذکورہ بالا حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"والاحتجاج بذلك على عصمتهم وكون إجماعهم حجة ضعيف لأن التخصيص بهم لا يناسب ما قبل الآية وما بعدها، والحديث يقتضي أنهم من أهل البيت لا أنه ليس غيرهم".

ترجمہ:- اس سے ان کی معصومیت پر استدلال کرنا اور ان کے اجماع کو حجت ماننا ضعیف ہے کیونکہ ان کو (اہل بیت سے) خاص کرنا آیت کے سیاق و سباق کے مناسب نہیں، اور حدیث اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ یہ اہل بیت سے ہیں نہ کہ ان کے علاوہ کوئی اہل بیت سے نہیں۔

[التفسیر البیضاوی- سورۃ الاحزاب تحت الآیۃ 33- جلد 4- صفحہ 231- دار احیاء التراث العربی، بیروت]

اس سے معلوم ہوا کہ اہل بیت کی تخصیص مذکورہ چار نفوسِ قدسیہ کیساتھ نہیں بلکہ یہ لفظ اپنے عموم پر ہے، کیونکہ اس سے یہ تو لازم آتا ہے کہ یہ ذوات مقدسہ اہل بیت سے ہیں، یہ قطعاً لازم نہیں آتا کہ ان کے علاوہ کوئی اہل بیت سے نہیں۔ اس کو چار نفوسِ قدسیہ کیساتھ خاص کرنا آیت تطہیر کے ماقبل ومابعد کے مناسب بھی نہیں۔

● علامہ فخر الدین الرازی علیہ الرحمہ (المتوفیٰ 606ھ) اپنی کتاب "التفسیر الکبیر" میں آیت تطہیر کے تحت لکھتے ہیں:

"ثم إن الله تعالى ترك خطاب المؤنثات وخاطب بخطاب المذكرين بقوله: ليذهب عنكم الرجس ليدخل فيه نساء أهل بيته ورجالهم، واختلفت الأقوال فى أهل البيت، والأولى أن يقال هم أولاده وأزواجه والحسن والحسين منهم وعلى منهم لأنه كان من أهل بيته بسبب معاشرته ببنت النبى عليه السلام وملازمته للنبى"

ترجمہ:- پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے خطاب مؤنثات کو ترک فرمایا اور خطاب مذکرین کیساتھ خطاب فرمایا "ليذهب عنكم الرجس ــــ الخ"، تاکہ اس میں اہل بیت کے مرد و خواتین دونوں شامل ہوجائیں، اور اہل بیت کے اطلاق میں اقوال مختلف ہیں، اولیٰ یہ ہے کہ کہا جائے اس سے مراد نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی اولاد اور آپ کی ازواج مطہرات اور حسنین کریمین اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سب شامل ہیں، کیونکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کیساتھ زندگی گزارنے اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی دائمی صحبت (مصاحبت) کی وجہ سے اہل بیت میں داخل ہیں۔

[التفسیر الکبیر-سورۃ الاحزاب تحت الآیۃ 33- جلد 25- صفحہ 168- دار احیاء التراث العربی، بیروت]

هذا ظهر لی و الحق عند الله تعالیٰ

والله تعالیٰ اعلم ورسوله اعلم باالصواب

عزوجل و صلى الله تعالیٰ عليه وآله واصحابه وبارك وسلم اجمعين

افضلیت شیخین اہل بیت کی نظر میں

از: دانیال رضا مکی

اہل سنت وجماعت نصرہم اللہ تعالی کا اجماع ہے کہ مرسلین ملائکہ و رسل وانبیائے بشر علیہم السلام کے بعد حضرات خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم تمام مخلوقِ الٰہی سے افضل ہیں، تمام امم اولین وآخرین میں کوئی شخص ان کی بزرگی وعظمت وعزت و وجاہت و قبول و کرامت وقرب و ولایت کو نہیں پہنچتا۔

پھر ان میں باہم ترتیب یوں ہے کہ سب سے افضل صدیق اکبر پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی پھر مولی علی صلی اللہ تعالی علی سیدہم ومولاہم وآلہ وعلیہم وبارک وسلم۔

اس مذہبِ مہذب پر آیاتِ قرآنِ عظیم واحادیثِ کثیرۂ حضورِ پرنور نبی کریم علیہ وعلی آلہ وصحبہ الصلوۃ والتسلیم وارشادات جلیلۂ واضحۂ امیر المؤمنین مولی علی مرتضی ودیگر ائمہ اہلبیت اطہار واجماعِ صحابۂ کرام و تابعین عظام وتصریحاتِ اولیاءِ امت وعلماءِ امت رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین سے وہ دلائل باہرہ و حججِ قاہرہ ہیں جن کا استیعاب نہیں ہو سکتا۔۔۔

آئیے اس پر کچھ دلائل پڑھتے ہیں۔۔۔

حدیث شریف سے افضلیتِ شیخین کا ثبوت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی، حضور کا ارشاد ہے "أبوبکر و عمر خیر الاولین و الآخرین و خیر أھل السموات و خیر أھل الارضین إلّا النبیین والمرسلین"

ابوبکر و عمر بہتر ہیں سب اگلوں پچھلوں کے، اور بہتر ہیں سب آسمان والوں سے اور بہتر ہیں سب زمین والوں سے، سوا انبیا و مرسلین علیہم الصلوۃ والسلام کے۔۔۔

(کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہما، ج 11، ص 256، الحدیث 32642)

اس حدیث پاک میں صراحتا مذکور ہے کہ

انبیا و مرسلین علیہم السلام کے بعد شیخین کریمین افضل ہیں۔۔۔

ارشادِ مولا علی سے افضلیتِ شیخین کا ثبوت

حضرت علی کرم للہ تعالی وجہہ نے بار بار اپنی خلافت میں شیخین کی مطلق افضلیت کی تصریح فرمائی اور صاف صاف واضح الفاظ میں بیان فرمایا کہ شیخین یعنی حضرت ابو بکر و عمر تمام صحابہ سے افضل ہیں اور یہ ارشاد ان سے بتواتر ثابت ہوا کہ اسّی سے زیادہ صحابہ و تابعین نے اسے روایت کیا اور واقعی طور پر جیسا افضلیتِ شیخین کو خود مولا علی نے ارشاد فرمایا کسی اور نے بیان نہ فرمایا۔۔۔

امام بخاری رحمہ للہ مولا علی کے صاحبزادے محمد بن حنفیہ سے راوی:

قال: قلت لأبي: أيّ الناس خيرٌ بعد النبي صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم؟ قال: "أبو بكر، قال: قلت: ثم من؟ قال: عمر"

یعنی محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد ماجد امیر المومنین مولیٰ علی کرم للہ وجہہ سے عرض کیا: کہ رسول للہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: "ابو بکر، میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا: عمر"۔۔۔

(صحیح البخاري، کتاب فضائل اصحاب النبي صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 2، الحدیث 3671)

سنن دار قطنی میں حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (یہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابي اور امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے مقربِ بارگاہ تھے جنابِ امیر المؤمنین انہیں وہب الخیر فرمایا کرتے تھے) مروی:

انه كان يرى ان عليا افضل الامة فسمع اقواما يخالفونه فحزن حزنا شديدا فقال له علي بعد ان اخذ بيده وادخله بيته ما احزنك يا ابا جحيفة؟؟ فذكر له الخبر فقال ألا اخبرك بخير هذه الامة خيرها ابوبكر ثم عمر قال ابو جحيفة فاعطيت الله عهدا ان لا اكتم هذا الحديث بعد ان شافهني به علي مايقيت۔۔۔

یعنی ان کے خیال میں مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ تمام امت سے افضل تھے انہوں نے

کچھ لوگوں کو اس کے خلاف کہتے سنا سخت رنج ہوا حضرت مولی ان کا ہاتھ پکڑ کر کاشانہ ولایت میں لے گئے غم کی وجہ پوچھی، حضرت ابو جحیفہ نے وجہ بتائی تو مولا علی نے فرمایا: کیا میں تمہیں نہ بتادوں کہ امت میں سب سے بہتر کون ہے؟؟ ابوبکر ہیں پھر عمر۔۔۔ حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں میں نے اللہ عزوجل سے عہد کیا کہ جب تک جیوں گا اس حدیث کو نہ چھپاؤں گا بعد اس کے کہ خود حضرت مولی نے بالمشافہ مجھے ایسا فرمایا۔۔۔

(الصواعق المحرقہ بحوالہ دارقطنی، باب ثالث، فصل اول دار الکتب العلمیہ بیروت صفحہ 92)

مولا علی کے فرامین سے بھی ثابت ہوا کہ تمام صحابہ کرام میں سب سے افضل شیخین کریمین ہیں اور ہم بھی حضرت ابو جحیفہ کے ارشاد کی پیروی کرتے ہوئے نیت کرتے ہیں کہ جب تک جیئیں گے افضلیت شیخین والی روایات کو بیان کرتے رہیں گے۔۔۔

اہلبیت کے فرامین سے افضلیت شیخین کا ثبوت

امام حافظ عمر بن شبہ حضرت امامِ اجل سید زید شہید (ابن امام علی سجاد زین العابدین ابن امام حسین شہید رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کوفیوں سے فرمایا:

انطلقت الخوارج فبرئت ممن دون ابی بکر وعمر ، ولم یستطیعوا ان یقولوا فیهما شیئًا وانطلقتم انتم فظفرتم ای وثبتم فوق ذلك فبرئتم منهما فمن بقی؟ فوالله مابقی احد الا برئتم منه۔۔۔

یعنی خارجیوں نے اٹھ کر ان پہ تبرا کیا جو ابوبکر و عمر سے کم تھے یعنی عثمان و علی رضی اللہ تعالٰی عنہم پہ تبرا کیا مگر ابوبکر و عمر کی شان میں کچھ کہنے کی گنجائش نہ پائی لیکن اے کوفیو! تم نے اوپر جست کی کہ ابوبکر و عمر پہ تبرا کیا تو اب کون رہ گیا؟؟؟ خدا کی قسم! اب کوئی نہ رہا جس پر تم نے تبرا نہ کیا ہو۔۔۔

ان کے فرمان عالیشان سے معلوم پڑا کہ صحابہ میں مولا عثمان و مولا علی سے بلند رتبہ مولا ابوبکر و مولا عمر کا ہے اسی لیے تو فرمایا کہ ان کے بعد کون رہ گیا جس پر تم نے تبرا نہ کیا ہو۔۔۔

والعیاذ باللہ امام زید شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد مجید ہم غلامانِ خاندانِ زید کو بحمد اللہ کافی و وافی ہے۔۔۔

(الصواعق المحرقہ بحوالہ الحافظ عمر بن شبہ، الباب الثانی، دارالکتب العلمیہ بیروت، صفحہ 79)

الحمد للہ ہم اہلسنت کا عقیدہ ہے "افضل البشر بعد الانبیاء والمرسلین بالتحقیق سیدنا ابوبکر الصدیق ثم عمر" یعنی بالتحقیق حضرات انبیاء و مرسلین کے بعد سب سے افضل بشر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا مرتبہ ہے۔۔۔

اللہ ہمیں مرتے دم تک اس عقیدے پہ قائم و دائم رکھے۔۔۔آمین

اس موضوع پہ مطالعہ کے لیے اعلی حضرت فاضلِ بریلی کے رسالہ " غایۃ التحقیق فی امامۃ العلی والصدیق "کا مطالعہ فرمائیے۔

کمزور وکیل

از قلم: محمد سلیم رضوی

کسی مقدمہ میں کامیابی اور ناکامی کا بہت حد تک انحصار اس مقدمے کو لڑنے والے وکیل پر ہوتا ہے۔ بعض اوقات کیس کمزور ہوتا ہے لیکن وکیل مضبوط ہوتا ہے اور وہ اپنے زورِ بیان و پیشہ وارانہ مہارت کی بنیاد پر اپنے موقف کو ثابت کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے۔ اسی طرح کبھی معاملہ برعکس ہوتا ہے یعنی کیس مضبوط ہوتا ہے لیکن وکیل کمزور ہوتا ہے اور نتیجہ مقدمہ میں ناکامی کی صورت میں برآمد ہوتا ہے۔

درج بالا مثال کی روشنی میں اگر ہم غور کریں تو کچھ اسی طرح کی صورتحال سے ہم بھی دو چار ہیں۔ وہ اس طرح کہ

الحمدللہ عزوجل ہم اہل سنت و جماعت کے عقائد و نظریات نقلی و عقلی دلائل کی مضبوط بنیادوں پر قائم ہیں یوں ہمارا کیس تو بہت مضبوط ہے لیکن افسوس ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہمیں خدمت دین کے ہر شعبہ میں ہی ایسے کمزور وکیل بکثرت ملے ہیں کہ جن کی بدولت ہمارے مسلک کی صحیح تصویر اور درست پیغام آگے منتقل نہیں ہو پاتا بلکہ بسا اوقات جوان نادان دوستوں کی "کاوشوں" سے صورتحال پیدا ہوتی ہے وہ ہمارے لئے تشویش ناک حد تک پریشان کن ہوتی ہے اور اس کا خمیازہ ہمیں بلخصوص تبلیغی زندگی میں اٹھانا پڑھتا ہے۔۔۔ ہمارے نظریاتی مخالفین کے جھوٹے پراپیگنڈے کو بھی تقویت دینے والے یہی ہمارے "کمزور وکیل" ہوتے ہیں۔۔۔

یوں تو کئی شعبہ جات ہیں جن میں ہمیں اس پہلو سے غور کرنے اور اصلاحات کرنے کی حاجت ہے لیکن سر دست ہم وعظ و خطابت کی بابت چند باتیں عرض کرینگے۔۔

وعظ و خطابت کی اہمیت و فضیلت:

خدمت دین کا ایک بہت اہم شعبہ "وعظ و

خطابت" بھی ہے۔ بیان کے ذریعے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینا سنت انبیاء علیہم السلام ہے۔ واعظِ باعمل جو دعوت الی اللہ کا فریضہ انجام دیتا ہے۔ اس سے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا وقال اننی من المسلمین"

اس سے زیادہ اچھی بات کہنے والا کون ہے جو اللہ کی جانب بلائے اور خود بھی اچھے عمل کرے اور کہے کہ بلاشبہ میں مسلمانوں میں سے ہوں

(سورۃ حم سجدہ آیت 33 پ 25)

اشاعت علم صدقہ ہے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انسان کا علم حاصل کرنا اور اس پر عمل کرنا اور اس کی اشاعت کرنا سب صدقہ ہے۔

(جامع بیان العلم و فضلہ باب جامع نشر العلم ص 167 دار الکتب العلمیہ بیروت)

سرخ اونٹوں سے بہتر:

ایک موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل تیرے ذریعے ایک آدمی کو بھی ہدایت بخش دے تو یہ تیرے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے (صحیح البخاری باب غزوۃ خیبر)

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے گمان میں اس سے زیادہ افضل کوئی عبادت نہیں کہ علم کی اشاعت کروں۔

(جامع بیان العلم وفضلہ، باب تفضیل العلم علی العبادۃ ص 41 دار الکتب العلمیہ بیروت)

غیر ذمہ دار واعظین کا وبال:

واعظ و مبلغ اوپر ذکر کردہ فضائل اور اس کے علاوہ بھی بے شمار فضائل و برکات کا مستحق ہوتا ہے لیکن اگر اسی شعبے کو کوئی غیر عالم اختیار کرے جو کہ وعظ و بیان کہنے کا اہل نہ ہو تو پھر نتیجہ دنیا و آخرت کے نقصان کی صورت میں نکلتا ہے۔ دنیا میں تو نقصان یوں کہ ایسے واعظ مسلک کے لئے کوئی خدمت انجام دینے کے بجائے مسلک کی بدنامی اور لوگوں کی ہدایت کے بجائے گمراہی کا باعث بنتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت، امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا:

ایک شخص اسلام وایمان و شرع شریف کے احکام

کو جانتا ہے اور لوگوں کو گناہ سے بچنے کی ہدایت اس ایت کے وسیلے "فذکر ان نفعت الذکری" کے تحت کرسکتا ہے یا نہیں ؟

اعلیٰ حضرت نے جواب دیا: اگر عالم ہے تو اس کا یہ منصب ہے اور جاہل کو وعظ کہنے کی اجازت نہیں، وہ جتنا سنوارے گا اس سے زیادہ بگاڑے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 23 ص 717)

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر امام اہلسنت فرماتے ہیں:

جاہل کی وعظ گوئی بھی گناہ ہے۔ وعظ میں قرآن مجید کی تفسیر یا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث یا شریعت کا مسئلہ ہوتا ہے اور جاہل کو ان میں کسی چیز کا بیان جائز نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوا مقعدہ من النار (جو بغیر علم کے قرآن کی تفسیر بیان کرے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے)

احادیث میں اسے صحیح و غلط و موضوع کی تمیز نہ ہوگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

من یقل علی مالم اقل فلیتبوا مقعدہ من النار (جو مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہ کہی وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

افتو بغیر العلم فضلوا واضلوا یعنی بے علم مسئلہ بیان کیا تو آپ (خود) بھی گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا۔

دوسری حدیث میں آیا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من افتی بغیر علم لعنتہ ملائکۃ السمآء و الارض یعنی جو بغیر علم فتویٰ دے اسے زمین وآسمان کے فرشتے لعنت کریں۔

(فتاوی رضویہ ج 23 ص 727)

وعظ میں من گھڑت باتوں کا گناہ:

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت لکھتے ہیں:

روایت موضوعہ پڑھنا بھی حرام سننا بھی حرام؛ ایسی مجالس سے اللہ عزوجل اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمال ناراض ہیں، ایسی مجالس اور ان کا پڑھنے والا اور اس حال سے

آگاہی پاکر بھی حاضر ہونے والا سب مستحق غضب الٰہی ہیں۔ یہ جتنے حاضرین اس وبال شدید میں جدا جدا گرفتار ہیں اور ان سب کے وبال کے برابر اس پڑھنے والے پر وبال ہے اور خود اس کا اپنا گناہ اس پر علاوہ اور ان حاضرین و قاری سب کے برابر گناہ ایسی مجلس کے بانی پر ہے اور اپنا گناہ اس پر مثلاً ہزار شخص حاضرین مذکور ہوں تو ان پر ہزار گناہ اور اس کذاب قاری پر ایک ہزار ایک گناہ اور بانی پر دو ہزار دو گناہ ایک ہزار حاضرین کے اور ایک ہزار ایک اس قاری کے اور ایک خود اپنا، پھر یہ شمار ایک ہی بار نہ ہو گا بلکہ جس قدر روایات موضوعہ، جس قدر کلماتِ نامشروعہ وہ قاری جاہل جری پڑھے گا ہر روایت ہر کلمہ پر یہ حساب و وبال تازہ ہو گا مثلاً فرض کیجئے ایسے سو کلماتِ مردودہ اس مجلس میں اس نے پڑھے تو * ان حاضرین میں ہر ایک پر سو سو گناہ اور اس قاری علم دین سے عاری پر ایک لاکھ ایک سو گناہ اور بانی پر دو لاکھ دو سو، وقس علی ھذا

(فتاویٰ رضویہ ج23ص734)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ سے معلوم ہوا کہ جاہل کے بیان کے باعث سب سے زیادہ گناہ منتظمین محفل کے حصے میں آتے ہیں کیونکہ یہی لوگ اس مجلس کے انعقاد کا باعث بنتے ہیں۔ اگر آج ہم اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیں تو دینی جلسہ منعقد کرنے والوں کی اکثریت علماء کو نظر انداز کر کے ایسے لوگوں کو مدعو کرتی ہے جو اس منصب کے اہل نہیں ہوتے اور ان کے پاس لطیفوں، چٹکلوں، طرز و تال اور بے مقصد شعلہ بیانی کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا یہ حضرات "کچھ کا کچھ" بیان کرتے ہیں اور اپنی اجرت لے کر چلتے بنتے ہیں۔ منتظمین محفل کو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ بری الذمہ نہیں ہیں بلکہ وہ اپنے مدعو کئے گئے مہمان کے گناہ میں برابر کے شریک ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ بڑے مجرم ہیں۔ لہٰذا اچھے سلجھے ہوئے معتمد و مستند علماء کو وعظ کیلئے مدعو کرنا چاہیے اور اس حوالے سے ذی علم حضرات سے مشاورت کے بعد کسی خطیب کا انتخاب کرنا چاہیے نہ کہ شعلہ بیانی اور دیگر چیزوں کو معیار بنا کر فیصلہ کیا جائے۔ ہم نے ذی علم سے مشورے کی قید اس لئے لگائی ہے کہ کون عالم ہے اور کون

عالم نہیں نیز کس کا علمی مقام کیا ہے اور کس کا مبلغ علم کیا اس کا اندازہ لگانا عوام کے بس کی بات نہیں۔۔ جس طرح ہر فن و پیشہ سے متعلق کسی کے معیار و مقام اور اس کے کام کو اسی شعبہ و پیشہ سے وابستہ شخص ہی بہتر جانتا ہے بلکل اسی طرح اہل علم ہی جان سکتے ہیں کہ کونسا واعظ "کمزور وکیل" ہے اور کونسا نہیں۔۔

جاھل واعظ کا شر:

غیر عالم اپنے وعظ کے ذریعے دین اور سامعین کے لئے کتنے نقصانات کا باعث بنتے ہیں اس کا اندازہ آپ حضرت ابوادریس خولانی رضی اللہ عنہ کے فرمان سے لگائیں، فرماتے ہیں:

میں مسجد کو آگ میں جلتا ہوا دیکھو یہ آسان ہے اس سے کہ میں کسی ایسے شخص کو وعظ کرتے ہوئے دیکھو جو فقیہ عالم نہ ہو

(القصاص والمذکرین ص 351)

اسی طرح "احیاء العلوم" میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور کے جاھل خطیبوں کا حال کچھ یوں بیان کیا ہے:

ایک گروہ دوسرا ہے جو وعظ و تذکیر کے اصل منہاج سے انحراف کر چکا ہے، اس زمانے کے سارے واعظین اس میں مبتلا ہیں سوائے ان نادر اہل علم کے جنہیں اللہ تعالی نے اس شرور نفس سے محفوظ فرمالیا ہے۔

کچھ آگے چل کر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان چند مستثنیات کے سوا ہو سکتا ہے کہ ملک کے بعض علاقوں میں میں ایسے پاکیزہ نفوس لوگ موجود ہوں، لیکن ہمیں ان کا علم نہیں۔

(احیاء العلوم جلد 3 ص 486)

حضرت سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کو بار بار بغور پڑھیے اور سوچیے کہ کہاں ان کا دور اور کہا ہمارا زمانہ۔ جب ان کے دور میں یہ حال تھا تو اب ہمارا حال کس قدر خراب ہو گا۔

یقیناً آپ غور کرنے کے بعد اس نتیجے پر ہی پہنچے ہوں گے کہ واقعی آج وعظ و خطابت کے شعبہ میں "کمزور وکیلوں" کی بہتات ہے۔ اس تحریر کے محرک بھی چند کمزور وکیل ہی ہیں جن کا بارہا میں نے مشاہدہ کیا اور محسوس کیا کہ ان کے وعظ سے کسی کو فائدہ ملنے کی امید رکھنا تو فضول بلکہ حماقت ہے۔ ہاں ان کی زورِ بیانی سے یقینا

مسلک کا نقصان ضرور ہوتا ہے۔
اللہ تعالی ہمیں اشیاء کی دھوکے سے محفوظ رکھے اور خوب خدمت دین کرنے کا جذبہ ہمت و صلاحیتوں سے نوازے۔ جاہل خطباء کے شر سے محفوظ رکھے۔آمین

نوٹ: کسی عالم دین کی کتاب کو پڑھ کر بغیر حذف واضافے اور تشریح ووضاحت کے سنانے والا اگرچہ غیر عالم ہو لیکن اسے بیان کی اجازت ہے کیوں کہ یہ وعظ اصل میں اس کا اپنا نہیں بلکہ یہ اس عالم کا وعظ ہے جس کی وہ کتاب پڑھ کر سنا رہا ہے اور اس کی مثال سفیر محض کی سی ہے۔(دیکھئے فتاویٰ رضویہ جلد23ص409)

محبت رسول کا تقاضا

از: بلال احمد شاہ ہاشمی

یاصاحب الجمال و یا سید البشر
من وجهك المنير لقد نور القمر
لایمکن الثناء کما کان حقه
بعدازخدا بزرگ توئی قصه مختصر

خالق کل جہاں کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں اپنا محبوب رسول عطا فرمایا۔ جس نبی کی آمد کی خبریں سارے رسول دیتے آئے ،انکا امتی بننے کی تمنا کرتے رہے، اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی و غلام ہونے پر ہمیں ناز ہے

۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے عقیدت و محبت ہمارے ایمان کا حصہ و تقاضا

ہے۔

اور ہماری ترقی، بقا اور سلامتی کا راز بھی اس بات میں پوشیدہ ہے کہ ذات مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی عقیدتوں اور محبتوں کا مرکز سمجھا جائے۔ خدانخواستہ حفظ حدود کا خیال نہ کرتے ہوئے اگر اس میں کچھ نقص و کمی رہ گئی تو ایمان سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

در نگنجد عشق در گفت و شنید
عشق دریائیست قعرش ناپدید

ترجمہ !وصف عشق کہنے سننے میں نہیں آتا، عشق ایسا سمندر ہے، جس کی گہرائی بے پایاں ہے۔

یعنی کسی سے عشق ہو اور اسکی حد ہو ایسا نہیں ہوسکتا ،عشق بتایا نہیں جاسکتا البتہ دکھایا جاسکتا ہے اور اسکا احساس کروایا جاسکتا ہے۔ ایسا نہیں ہوسکتا کہ دعوی ایمان ہو اور زمین دل پر محبت رسول کا پودا نہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا تو شرط ایمان ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:": لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ "ترجمہ !تم میں کسی کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا، جب تک اس

کو مجھ سے محبت اپنے والدین ، بچوں اور تمام لوگوں سے زیادہ نہ ہو جائے۔
(بخاری، حدیث نمبر:15)

جب ہمیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب اشیا سے بھی محبت ہونی چاہیے کیونکہ محبوب کی پسندیدہ چیزوں سے الفت و لگاؤ ہونا فطری عمل ہے، بلکہ محبوب بھی یہی چاہتا ہے کہ اسکی پسندیدہ چیزوں کو محبوب رکھا جائے۔

حب رسول کا تقاضا ہے کہ ہم حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سنت کو اپنائیں ،انکی اطاعت و اتباع کریں ،انکے بتائے طریقے پر چلیں ،انہیں جن چیزوں سے محبت تھی ہم بھی انہیں محبوب رکھیں اور جن سے وہ نفرت فرماتے تھے ان سے نفرت کریں۔

اتباع رسول کا حکم تو قرآن میں وارد ہوا۔:"قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔
(آل عمران، آیت:۳۱)

ترجمہ:(اے رسول) کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت رکھے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا پس بے شک اللہ بخشنے والا، رحم فرمانے والا ہے۔

یہاں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ جو مجھ سے محبت کا دعوی کرتا ہے اسکے لیئے ضروری ہے کہ وہ میرے محبوب (محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی کرے ،انکے شب و روز کے اعمال کو اپنائے۔

اللہ جل شانہ نے اپنے محبین کو اپنے محبوب کی اتباع کا حکم ارشاد فرمایا گویا کہ محبت الہی اطاعت مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا کرتی ہے۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ"ترجمہ!تم پر میرا اور میرے خلفا کا طریقہ لازم ہے۔
(ابن ماجہ، حدیث:42)

محبوب کریم بھی اپنی اطاعت و اتباع کا تقاضا فرما رہے ہیں۔

مذکورہ آیت و حدیث سے یہ بات واضح ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو اپنانا

اھل اسلام پرلازم وضروری ہے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو شان ہی نرالی ہے لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے روز مرہ کے معاملات میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی سنتوں کو اپنائیں ۔ آپ کی رحمت، آپ کی شفقت تقاضا کررہی ہے کہ ہم حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ وفا کریں اور انکی یاد کو دل میں بسائے رکھیں۔

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
یاد اس کی اپنی عادت کیجیے

اسلام اور عورت

تحریر:- دانیال سہیل عطاری

■ دُرُودِ پاک کی فضیلت

محبوب کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:

"جس نے کِتاب میں مجھ پر دُرُودِ پاک لکھا تو جب تک میرا نام اُس میں رہے گا فرشتے اُس کے لیے اِستغفار (یعنی بَخشِش کی دُعا) کرتے رہیں گے۔"

اسلامی بہنوں اگر آپ بھی فرشتوں کی دعاؤں سے حصہ لینا چاہتی ہیں اپنی مغفرت کروانا چاہتی ہیں تو جب بھی وقت تحریر آپ محبوب کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نام پاک سنیں تو لازماً ساتھ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) لکھا کریں۔

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ! فرماتے ہیں اگر تحریر میں ہزار مرتبہ بھی نام نامی اسم گرامی سید المرسلین آئے تو ہر بار ساتھ مکمل درود شریف صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم لکھا جائے۔ مزید ارشاد فرمایا!۔ مکمل درودِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جگہ لفظ (ص، صلعم) وغیرہ لکھنے کو علماء کرام نے ناجائز و حرام قرار دیا۔ ہے (یہی بہار شریعت میں بھی مذکور ہے۔)

(فتاویٰ رضویہ، ج6، ص221)

(صحابیات اور شوق علم دین، ص1)

■ "حالات عورت" دین اسلام سے پہلے اور بعد کے!

اسلام سے قبل عورت ظلم و ستم کا شِکار تھی، اس کی کسی حیثیت کا کوئی لِحاظ نہ تھا، ماں ہو یا بیٹی، بہن ہو یا بیوی سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکا جاتا۔ اس کی وُقعت اس کھلونے کی تھی جو مَردوں کی تسکینِ جان کا باعِث تھا، ۔ عربوں کے ہاں لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تو برصغیر میں ہندوؤں کے ہاں بیوہ کو مَرد کی چِتا (لکڑیوں کا وہ ڈھیر جس پر ہِندو مُردے کو جلاتے ہیں) میں زندہ ڈال دیا جاتا۔ دیگر اَقوامِ عالَم میں بھی اسے پاؤں کی جوتی سے زیادہ اَہَمِیَّت حاصِل نہ تھی۔ بلکہ بعض اَوقات تو بطورِ مال مویشی اس کی خرید و فَروخت کو بھی عیب نہ جانا جاتا، نان نفقہ کے

عِوض اس سے غلاموں جیسا سُلُوک کیا جاتا۔ یہ عورت تھی تو مَرد کی طرح ذی شُعُور مگر اسکے ساتھ برتاؤ انتہائی نازیبا ہوتا، اسے تمام فَسادات کی جَڑ اور اِنسان کی بدبختیوں کا سَرچشمہ گردانا جاتا۔ چوٹی کے نَامْوَر فلسفی اس کے اِنسان ہونے کو ہی مشکوک جانتے۔ ہزاروں برس سے ظُلْم و سِتَم کی ماری یہ دُکھیاری عورت ذات اپنی بے کسی و لاچاری پر روتی و بلبلاتی اور آنسو بہاتی رہی مگر اسے اپنے زخموں پر مَرہَم رکھنے اور ظُلْم و اِسْتِبْدَاد (ظلم) کے پنجے سے نجات دِلانے والا کوئی مسیحا کہیں نہ ملا۔

پھر رب العالمین نے محبوب کریم ﷺ کو دین اسلام کے ساتھ بھیجا اور دنیا کی تمام عورتوں کے مقدر کے ستارے چمک اٹھے ۔۔۔۔ اور آمد محبوب کریم ﷺ کے بعد عورتوں کو وہ شان و مرتبہ ملا کہ آج دنیا دیکھ رہی ہے۔

مردوں کی طرح ان کے مَعَاشی و معاشرتی حُقُوق مقرر ہوئے تو وہ مالی حُقُوق حاصِل ہونے پر اپنے مہر کی رقم اور جائیداد کی مالِک بنادی گئیں، وہ عورتیں جو مَردوں کی جوتیوں سے زیادہ ذلیل و خوار اور انتہائی مجبور و لاچار تھیں وہ مَردوں کے دِلوں کا سُکُون اور ان کے گھروں کی مالِکہ بن گئیں۔ عورتوں کو دَرَجات و مَرَاتِب کی اتنی بلند منزلوں پر پہنچا دینا یہ محبوب کریم ﷺ کا وہ احسان عظیم ہے کہ تمام دنیا کی عورتیں اگر اپنی زِندگی کی آخِری سانس تک اس اِحسَان کا شکریہ اَدا کرتی رہیں پھر بھی وہ اس عظیم الشان اِحسَان کی شکر گزاری کے فَرض سے سبک دوش نہیں ہو سکتیں۔

ترقی یافتہ خاتون

یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ ترقی یورپین ممالک کی نقل کرنے میں کبھی حاصل نہیں ہوگی نہ ہی کفار جیسا طریقہ اختیار کرنے سے حاصل ہوگی۔

"گر چاہیے ترقی و مرتبہ تو ڈھانپ لو خود کو دین اسلام میں" آج کی ہماری بہن یہ کہتی ہے کہ اب دور اپڈیٹ ہو گیا ہے اب تو پرانہ دور نہیں رہا عورت کو ہر لحاظ سے آزادی ہونی چاہیے اور عورت کو کسی قسم کی روک ٹوک نہیں ہونی چاہیے۔۔۔۔! اِن بہنوں کے لیے ہے ۔۔۔!

کہ اگر اگر آپ دین اسلام کو چھوڑ کر ترقی حاصل کرنا چاہتی ہیں تو پھر آپکو زمانہ فقط حسین خواب دکھائے گا۔ اور اس خواب کی حقیقت کچھ نہیں ہوگی۔ اور عورت کو مقام و مرتبہ و ترقی چاہیے اپنا حق چاہیے تو سب سے پہلے خود کو شریعت کے دائرے میں گھیر لے۔ کیوں کہ اگر عورت شریعت سے خروج کرے گی تو پھر ترقی کے بجائے رسوائی اسکا مقدر بنے گی۔

عورت کو وہ دور یاد کرنا چاہیے جب عورت فقط ایک تسکین کی چیز سمجھی جاتی تھی، عورتوں کو نگاہ حقارت سے دیکھا جاتا تھا، عورت کو زندہ دفن و جلا دیا جاتا تھا۔ پھر یہی عورت ہے جس کو پہلے نگاہ حقارت سے دیکھا جاتا تھا۔ لیکن اب اس عورت کو نگاہ حقارت کے بجائے نگاہ محبت سے دیکھا جاتا ہے۔ اگر تو سامنے والی عورت ماں ہے تو نگاہ محبت سے ایک بار نظر کرنا بندے کے لیے مقبول حج و عمرہ کا ثواب ہے۔ اور دین اسلام نے عورت کو ایک مقام دیا ایک مرتبہ دیا جس کو آج کی "خاتون" بھول بیٹھی اور اب آزادی چاہتی ہے۔ اور آج کے دور کے کچھ لوگ جو دین سے میلوں دور ہیں وہ عورت کی حمایت میں کھڑے ہیں کہ اسکو آزادی ملنی چاہیے وغیرہ وغیرہ ۔۔۔!

تو بہنوں یہ جملہ یاد رکھنا۔۔ "بکری نے جب آزادی مانگی تو بھیڑیے نے سب سے پہلے حمایت کی" تو آج جو لوگ عورت کی حمایت میں کھڑے ہیں۔ در حقیقت وہی ان کے دشمن ہیں۔ عورت کا معنی ہے (چھپانے کی چیز) جس چیز کو چھپایا جاتا ہے اس کو عورت کہتے ہیں اور عند الشرع عورت کا بھی یہی حکم ہے سوائے منہ کی ٹکیہ ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور پاؤں کے تلوے کے تمام جسم چھپانا لازم ہے۔ اور پردہ کرنا ضروری ہے۔

عورت کا حقیقی حمایتی اس کا باپ، شوہر، بھائی ہے اس کے علاوہ اسکا حقیقی حمایتی کوئی نہیں۔

■ عورت کو شعائر اسلام پر چلنے کی تلقین

عورت کو چاہیے کے ہر وہ طریقہ اختیار کرے جو عند الشرع جائز ہو۔۔ اپنے نفس کی خواہشات کو ترک کرے۔ اگر عورت یہ چاہتی

ہے کہ اسکو مکمل حقوق ملیں تو سب سے پہلے جو حقوق اس پر مقرر کردہ ہیں (نماز و روزہ، پردہ، وغیرہ وغیرہ) ان کو کما حقہ ادا کرے اور اپنے آپ کے شریعت کے لباس میں اوڑھ لے۔ پھر دیکھیں کیسے عورت کو عروج ملتا ہے اور عورت اپنے حقوق حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔ اگر عورت یہ کہے کہ میں شریعت پر عمل تو نہیں کروں گی البتہ مجھے حقوق دیے جائیں تو پھر یہ اس عورت کو شیطان کی جانب سے خواب غفلت ہے۔ جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر عورت شریعت کی عامل ہوگی تو اس کی نسل بھی شریعت کی عامل ہوگی۔

ایک عالم صاحب کا قول ہے۔

"اگر باپ دیندار ہو تو دین گھر کی دہلیز تک آتا ہے، مگر جب ماں دیندار ہوتی ہے تو دین نسلوں تک جاتا ہے۔"

سب سے پہلے خود کو بدلیں معاشرہ افراد سے بنتا ہے افراد معاشرے سے نہیں۔

اس لیے ہمیں معاشرے میں موجود خرافات فاسدہ کو ختم کرنا ہے نہ کہ افراد کو۔

■ عورت کو کن چیزوں کا مطالعہ کرنا چاہیے؟

سب سے پہلے تو عورت کو فرائض علوم کا سیکھنا لازم ہے۔ عمر کے اور وقت کے اعتبار سے جن علوم کا سیکھنا فرض ہو جاتا ہے ان کو سیکھیں۔ (جیسے:- نماز فرض ہونے کے بعد نماز کے مسائل، روزہ فرض ہونے کے بعد روزے کے احکام، اسی طرح زکوٰۃ، حج، وغیرہ وغیرہ۔)

پھر اس کے بعد صحابیات کی سیرتوں کا مطالعہ کرے اور پڑھے کہ اوائل اسلام میں عورت کا کیا کردار تھا۔ گھریلو زندگی کے ساتھ ساتھ احکام شریعت کو خواتین کیسے سیکھتی تھیں۔ آج کی عورت پہلے کی عورتوں کے حالات پڑھنے لگ جائے گی تو پھر اس میں تبدیلی واقع ہونی شروع ہو جائے گی۔ جو آپکی نسلوں کو سنوار سکتی ہے۔

ایک اہم مسئلہ۔۔۔! اس وقت ناول پڑھنے اور میگزین کا پڑھنا بہت عام ہو چکا ہے۔ ہماری بہنوں کو اس سے بچنا بہت ضروری ہے۔ اگر پڑھنے کا شوق ہے تو قرآن پڑھیں جو ہر طرح

کے جھوٹ سے پاک ہے۔ پڑھنی ہیں تو کتب احادیث کو پڑھیں جو ہر طرح کے نقص و عیب سے پاک ہیں۔ اور بزرگانِ دین کی کتب کا مطالعہ کریں یہی چیزیں کام آئیں گی۔ نہ ناول آپکو دین سیکھا سکتی ہے نہ ہی میگزین۔۔۔ البتہ قرآن و حدیث آپکو دین بھی سیکھائے گا اور صراط مستقیم کے راستے پر بھی چلائے گی۔ بس آپ نے اپنا رشتہ اپنی وابستگی فقط قرآن و حدیث سے مضبوط کرنی ہے۔ جب یہ دو چیزیں پختہ ہو جائیں گیں تو پھر ان شاءاللہ عزوجل آپ معاشرے کی بہترین خواتین میں شمار ہوں گی۔

ہمارے معاشرے میں طالبات کے لیے دینی مدارس بہت کم ہیں اسکی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ان میں دلچسپی نہیں ہوتی۔۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہماری خاتون گھر میں ٹی وی میں مصروف ہوتی ہے نماز قضا ہو جاتی تو ان کو کوئی علم نہیں ہوتا تلاوت قرآن سے محروم ہوتی تو کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔۔۔ اسی لیے ہماری خواتین زوال کا شکار ہیں۔

بظاہر کسی کے پاس مال و دولت کا ہونا اس پر انعامات الہیٰ ہونے کا سبب نہیں ۔۔ انعامات الہیٰ فقط اس پر ہوں گے جو صوم و صلوٰۃ کی پابندی کرے گا۔ صوم و صلوٰۃ کی پابندی کے لیے ہماری بہنوں بیٹیوں کو دینی مدارس کی جانب قدم بڑھانے چاہیے اور ان کو آباد کرنا چاہیے۔ اور یوں ایک وقت آئے گا۔ کہ جہاں دارالافتا اہلسنت میں مرد حضرات فتویٰ نویسی کا کام کرتے نظر آتے ہیں وہیں پر خواتین بھی فتوی نویسی کرتی نظر آئیں گی۔ اور یہی ہمارے لیے سنہری دور ہو گا۔ اگر ہماری مائیں بہنیں دین کو سیکھ جائیں تو یہ شکوہ ختم ہو جائے گا کہ ہماری اولاد دیندار نہیں فرمانبردار نہیں ۔۔۔ بلکہ جب ماں دیندار ہوگی تو اولاد تو اولاد بلکہ نسلیں بھی دیندار ہوں گیں۔ بس ہمیں دین کے لیے وقت نکالنا ہے۔ آپ اپنی زندگی میں روز کے 3 گھنٹے فقط دین کو دیں ان شاءاللہ عزوجل دین آپکو بہترین نسل دے گا۔ کیوں کہ دین کسی کا قرض نہیں رکھتا۔ جو آپ دین کو دیں گے اسکا 10 گنا زیادہ آپکو مل جائے گا۔

تو کوشش کریں اور دینی مدارس کو آباد کریں اور دین کو پھیلانے کا سبب بنیں۔

مالک کائنات ہماری ماؤں بہنوں کو دین متین و احکام شریعت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری نسلوں کو دیندار بنائے آمین ثم آمین۔

محبوب کریم ﷺ کا مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنا

تحریر: دانیال سہیل عطاری

محبوب کریم ﷺ نے جب مکہ مکرمہ کو الوداع کہا تو اپنے سب سے عزیز ساتھی دوست کو اپنے ہمراہ لیا اور مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حکم ارشاد فرمایا کہ آج رات ہمارے بستر پر آرام کریں صبح لوگوں کو امانتیں واپس کرکے مدینہ آ جائیے گا۔۔۔ مولا علی رضی للہ عنہ کو معلوم تھا باہر کفار نے پڑاؤ ڈالا ہے کچھ بھی ہو سکتا لیکن پھر بھی آپ اس رات پر سکون سوئے کیوں کہ آپ رضی للہ عنہ کو یہ بھی معلوم تھا کہ محبوب کریم ﷺ کے قول پر شک کی گنجائش ہی نہیں بچتی۔۔۔ جب محبوب کریم ﷺ نے فرما دیا کہ علی صبح امانتیں واپس کرکے مدینہ آ جانا تو کوئی شے مجھے مدینہ پہنچنے سے نہیں روک سکتی یہاں تک موت بھی۔

مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو معلوم تھا کہ محبوب کریم ﷺ کی زبان اقدس سے نکلے ہوئے الفاظ کبھی بھی غلط نہیں ہو سکتے۔۔۔!

اسی لیے عاشقوں کے امام سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

"وہ دَہن جس کی ہر بات وَحیِ خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام"

پھر یہ سفر چلا اور محبوب کریم ﷺ یار غار مولا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ نکل پڑے اور پھر آپ نے غار ثور میں پڑاؤ (رکنے) کا فیصلہ کیا۔ تو جبل ثور جو سخت چٹانوں کا پہاڑ تھا قربان جاؤں اس محبت کے جس محبت و عشق میں مبتلا ہو کر مولا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے محبوب

کریم ﷺ کو اپنے کندھوں پر اٹھایا اور پھر جانب منزل (غار کی طرف) چلے۔ اور چلنا بھی عام چلنا نہ تھا۔ بلکہ پاؤں کے پنجوں کے سہارے چلتے گئے تاکہ دشمن گمراہ ہو جائیں۔ تو آپ غار تک پہنچے پھر مولا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے غار کے اندر جا کر غار کی صفائی کی اور سوراخ بند کیے پھر محبوب کریم ﷺ سے عرض کی یا سیدی یا رحمت للعالمین اندر تشریف لائیں تو محبوب کریم ﷺ اندر گئے اور مولا صدیق اکبر کی گود میں سر رکھ کر آرام فرمانے لگ گئے۔

"یہ بات ذہن میں بٹھا لیں کہ محبوب کریم ﷺ ہمیشہ اس دل و گھر میں داخل ہوں گے جس دل و گھر میں مولا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ داخل ہو کر اس دل و گھر کو غلاظت و بد عقیدگی سے پاک کرتے ہیں پھر محبوب کریم ﷺ سے عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ اب آپ تشریف لائیں اس جگہ کو پاک و صاف کر دیا گیا ہے۔ تب محبوب کریم ﷺ اس جگہ داخل ہوتے ہیں۔۔۔!"

پھر یہ سفر 3 دن کے بعد اختتام کو پہنچا اور محبوب کریم ﷺ مدینہ منورہ بخیر و عافیت پہنچے۔۔۔!

محبوب کریم ﷺ کی مدینہ منورہ میں بسر ہونے والی زندگی کا مختصر خلاصہ عرض کرتا ہوں۔ ان شاء اللہ عزوجل آپکے لیے بہت مفید ثابت ہو گا۔ ضرور پڑھیے گا۔ اور دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔

■ مدنی حیات طیبہ

اعلان نبوت کے تیرہویں سال سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ طیبہ میں ہجرت کر کے تشریف لے گئے۔

ہجرت کے بعد حضور ﷺ نے مدینہ منورہ کو گیارہ سال قیام بخشا، ان سالوں میں پیش آنے والے مختلف اہم واقعات کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے۔

پہلا سال

مسجد قباء و مسجد نبوی کی تعمیر کی گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پہلا جمعہ ادا فرمایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اذان و اقامت کی ابتداء ہوئی۔۔

دوسرا سال

قبلہ تبدیل ہوا (یعنی بیت المقدس کے بجائے خانہ کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نماز عیدین و قربانی کا حکم دیا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے نکاح ہوا ۔۔۔۔۔۔مسلمانوں کو غزوہ بدر میں فتح مبین حاصل ہوئی۔

تیسرا سال

کفار کے ساتھ غزوہ احد کا معرکہ ہوا۔۔۔۔۔۔ ایک قول کے مطابق اسی سال شراب کو حرام قرار دیا گیا۔

چوتھا سال

نماز خوف کا حکم نازل ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔ حضرت امام حسین کی ولادت ہوئی۔۔۔۔۔۔۔ حضورﷺ نے حضرت ام سلمہ اور حضرت زینب بنت جحش رضی للہ عنہما سے نکاح فرمایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نماز قصر اور پردے کا حکم نازل ہوا۔

پانچواں سال

حضورﷺ نے حضرت جویریہ رضی للہ عنہا سے نکاح فرمایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ غزوہ احزاب یعنی غزوہ خندق اور غزوہ بنی مُصطَلق واقع ہوئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تیمم کا حکم بھی اسی سال نازل ہوا۔

چھٹا سال

صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان واقع ہوئے۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف بادشاہوں کے نام اسلام کی دعوت پر مشتمل خطوط فرمائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حبشہ کے بادشاہ حضرت نجاشی رضی للہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔۔۔۔۔۔ اسی سال حضورﷺ پر جادو کیا گیا اور اسکے توڑ کیلئے سورۂ فلق اور سورۂ ناس نازل ہوئیں۔

ساتواں سال

غزوہ خیبر اور غزوہ ذاتُ الرّقاع واقع ہوئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حضورﷺ نے

حضرت امِ حبیبہ ، حضرت صفیہ اور حضرت میمونہ رضی للہ عنھنَّ سے نکاح فرمایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی نماز عصر کے لیے حضور صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دعا سے سورج واپس پلٹا۔

آٹھواں سال

حضور صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لخت جگر حضرت ابرہیم رضی للہ عنہ کی ولادت ہوئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ غزوہ حنین واقع ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مکہ مکرمہ فتح ہوا

نواں سال

شاہ حبشہ حضرت نجاشی رضی للہ عنہ کا وصال ہوا۔۔۔۔۔۔۔ مختلف وفود کی بارگاہ رسالت میں حاضری ہوئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حج کی فرضیت کا حکم نازل ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ غزوہ تبوک واقع ہوا جس کے لیے صحابہ کرام نے دل کھول کر مالی معاونت کی۔

دسواں سال

اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لخت جگر حضرت ابرہیم رضی للہ عنہ کا وصال ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسی سال آپ نے حج ادا فرمایا جسے (حجۃ الوداع) کہا جاتا ہے۔

گیارہواں سال

ہجرت کے گیارہویں سال، 63 برس کی عمر میں حضور صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا وصال ظاہری ہوا حضرت عائشہ صدیقہ رضی للہ عنہا کے حجرے میں تدفین ہوئی۔

(سیرت الانبیاء! باب: سیرت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

رب العالمین ہمیں انبیاء کرام علیہم السلام کی مبارک سیرتوں کو پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کو پڑھ کر سمجھ کر دوسروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

مسلکِ اعلی حضرت

از: ابوحنین سید ثقلین البخاری

گزشتہ صدیوں کا اگر بنظرِ عمیق مطالعہ کیا جائے، تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ ہر صدی میں ربِ کریم نے ایسے لوگوں کو پیدا کیا جو تہتّر میں سے ایک فرقہ ناجیہ (اہل سنت وجماعت) کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنے کی سرکوبی کے لیے اپنی ساری کاوشیں صرف کرتے ہیں اپنا فرضِ منصبی ادا کرتے ہیں۔

ایسی عظیم ہستیوں کے گرد لوگ پروانہ وار گھومتے ہیں، لوگ ان کے پیرو ہو جایا کرتے ہیں ، بس یہی حقیقت ہے مسلکِ اعلی حضرت کی ،جس طرح ہر دور میں گلشنِ اہلِ سنت کو خزاں رسیدہ کرنے کی ناپاک کوشش کی گئی ایسے ہی تیرہویں صدی ہجری میں بھی بہت سارے فتنوں نے سر اٹھایا، تیرہ سو سالہ قدیم عقیدہ اہلسنت میں تحریف کرنے کی بعض فرقوں نے کوششِ بد کی ، اہلسنت کا لبادہ اوڑھے بھولے بھالے سنیوں کو ورغلانے کی سعی کرنے لگے، لوگوں کے دلوں سے آقائے دو جہاں کی محبت کو کم کرنے کے لیے کمربستہ رہے، ایسے نازک دور میں اللہ کریم نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی صورت میں عالمِ ربانی کو پیدا فرمایا۔ جنہیں خدائے بزرگ و برتر نے بے پناہ علم عطا فرمایا کہ جس میدان میں بھی آپ اتر جاتے تو آپ کے مدِ مقابل لوگوں کے بھاگنے کے وقت اڑنے والی دھول کے سوا کچھ بھی نظر نہ آتا، جہاں بھی آپ قدم رنجا ہوتے بلمقابل آپ کی علمیت اور حقانیت دیکھ کر ششدر رہ جاتے۔

آپ کے قلم کو ربِ کریم نے وہ تیزی عطا فرمائی تھی کہ جس بھی فرقہ باطلہ کی رد پر آپ قلم کو حرکت دیتے تو جب تک اس فرقہ کا سر تن سے جدا نہ ہوتا آپ چین سے نہ بیٹھتے آپ نے خود ارشاد فرمایا

کلکِ رضا ہے خنجرِ خونخوار برق بار
اعدا سے کہدو خیر منائیں نہ شر کریں

چاہے وہ منکرِ قرآن کا فتنہ ہو، چاہے وہ منکرِ حدیث کا فتنہ ہو چاہے اس فرقہ کا مقصد حضور سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کرنا ہو، یا پھر استمداد بالغیر کو شرک کہنے والے ہوں ، یا پھر تبرکات سے برکات کے حصول کے منکر ہوں،

چاہے ختم نبوت کے مفہوم کو بدل کر کسی اور نبی کے آنے کو ثابت کرنے والے ہوں ، یا محبتِ اہل بیت کے دعوی کی آڑ میں صحابہ پر تبرّا کرتے ہوں یا پھر معاذ اللہ، اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے کذب کے صدور کو روا (جائز) جاننے والے ہوں یا پھر ایمانِ ابو طالب کا مسئلہ ہو، یا حضرت امیرِ معاویہ و حضرتِ ابو سفیان کے مخلص مومن ہونے کا مسئلہ ، جس بھی فتنے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی آپ نے کوشش کی رب تعالیٰ نے آپ کو ہر محاذ پر فتح عطا فرمائی ، مد مقابل نے جب اپنے خلاف اس قدر براہین قاطعہ کو دیکھا تو دانتوں کو پسینہ آگیا، ان کی حالت سے یہ اندازہ ہوتا کہ گویا ان کی قوتِ گویائی گل ہو چکی ہو،

اعلی حضرت امام اہلسنت نے امور عشرین نامی رسالہ لکھ پر بتلا دیا کہ جو ان بیس عقیدوں میں سے کسی عقیدے سے پہلو تہی کرے وہ اہلسنت وجماعت کا فرد نہیں-

اللہ اکبر حقیقت میں مسلک اعلیٰ حضرت اللہ پاک سے محبت کرنے ، حضور علیہ السلام کی ناموس کی حفاظت کرنے ، آقا کے محبین سے محبت اور اعداء سے نفرت کرنے کا دوسرا نام ہے ۔مگر مسلک اعلیٰ حضرت کی غلط تعبیر بیان کر کے سنیوں کا شیرازہ بکھیرنے کی غلط کوشش کرنے والے لوگوں نے سر اٹھانا شروع کیا، بہت سے لوگ یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت تو اہل سنت سے خارج کرنے اور حکمِ تکفیر کے وارد کرنے میں کچھ بھی توقف نہیں کرتے، ان کے قلم سے کون محفوظ رہا ہے، اس طرح کی گفتگو کر کے ہمارے سنی بھائیوں کو مسلک اعلیٰ حضرت سے ہٹایا جاتا ہے،

یاد رکھیں کہ اعلی حضرت نے جس قدر حکم تکفیر کے ورود میں احتیاط کی واقعی اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی ہے مولوی اسماعیل دہلوی نے جب اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں کفریہ عبارتیں لکھیں تو تب بھی اعلی حضرت نے اس پر حکم کفر نہ لگایا

اس کی وجہ یہ تھی کے اس کی توبہ مشہور ہوگئ تھی ،فتوی کفر دینے میں آپ کی احتیاط اس واقع سے روز روشن کی مثل ظاہر ہے۔

خدارا مسلک اعلیٰ حضرت سے کبھی دور نہ ہوں اسی میں دنیاو آخرت کی بھلائی ہے اللہ کریم کی بارگاہ میں دعاگو ہوں کہ اللہ پاک ہمیں اسی مقدس مسلک میں جینا مرنا نصیب فرمائے

تقریر کا انداز

از:ابوالبیان مہران ارشاد القادری

بہت ساری ایسی نشستوں پہ لوگ براجمان ہیں جو دراصل اُس منصب کے اَہل نہیں ،ایسے ہی تقریر اور خطاب کے عظیم منصب پر بھی ایسے لوگوں کی کثرت ہو چکی ہے جو فی الحقیۃ اِس عظیم عہدے کے حامل نہیں،

ملکِ پاکستان کے وزٹ کا سلسلہ جاری ہے، جہاں بہت سارے انوکھے مشاہدات ہوتے نئ نئ چیزیں دیکھنے کو ملتی ہیں وہاں کچھ نئے تجربات بھی ہاتھ آتے ہیں۔

گذشتہ جمعہ ایک مسجد میں نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لیے حاضر ہوا، امام صاحب پنجابی میں تقریر فرما رہے تھے (جو کہ میری زبان نہیں تھی)

اور۔۔۔۔ انکا اندازِ بیان ۔۔۔ واہ واہ۔۔۔۔ باہر از بیان،

جو شخص اُن کی خاموشی پر... اختتامِ جملہ پر.....،یا ہاتھ کے اشارے پر،.... سبحان اللہ کی صدا بلند نہ کرتا تو موصوف اُس کو اچھا بھلا جھاڑ دیتے، شاید اسی باعث بعض وہ مقامات۔۔۔۔ جہاں استغفر اللہ کہنا ہوتا وہاں سامعین سبحان اللہ کہہ دیتے، مطلب سمجھ آئے نہ آئے بس ۔۔۔۔۔۔۔ خطیب صاحب کی حوصلہ افزائی کرنی ہے، رعب و داب جھاڑنے کا انداز کچھ اس طرح کا ہوتا کہتے " اے زَبان گالاں کڈن واسطے نئیں "(یعنی یہ زبان گالم گلوچ کے لیے نہیں، جو آپ لوگ خاموشی کی چادر اوڑھے ہوئے ہیں)

یہ عجب تماشا دیکھ ہی رہا تھا کہ آنکھوں نے ہتھیار ڈال دیے، نیند نے اجازت طلب کی، اُسکا ایسے موقع پر بخوشی خیر مقدم کیا، (ایک تو سفر کی تھکاوٹ دوسرا خطیب صاحب کا زورِ بیان) نہ چاہتے ہوئے بھی نیند کی آغوش میں چلا گیا، اتنے میں اندازہ ہوا کہ شاید ابھی بیان کا رُخ میری طرف ہو گیا، اب نشانے پہ میں آگیا،

موصوف (خطیب صاحب) میری تعریف و توصیف فرما رہے تھے "کئی لوکی مسجد وِچ آ کے اپنڑیاں نیندراں پوریاں کر دے" (یعنی کچھ لوگ مسجد میں نیند ہی پوری کرنے آتے ہیں)

یک لخت تو میں چُونک گیا، پھر سَر نیچے کیے ہوئے ہی ہلایا ـــ انکے قول کی تائید کی کہ "تسی گریٹ او، کیونکہ آپ کی یہ باتیں سن کر، اور انداز دیکھ کر، جسے نیند نہ آئے اسکی بلند ہمّتی پہ بے حد سلام، ڈاکٹر اقبال نے سچ کہا:

واعظِ قوم کی وہ پختہ خیالی نہ رہی
برق طبعی نہ رہی شعلہ مقالی نہ رہی
رہ گئی رسمِ اذاں روحِ بلالی نہ رہی
فلسفہ رِہ گیا تلقینِ غزالی نہ رہی

واقعے سے سیکھنے کے لیے سبق یہ ہے،

_ مقرر حضرات کو چاہیے، کہ سامعین کو سبحان اللہ/ماشاء اللہ کہنے پر مجبور نہ کریں، مقصودِ تقریر سامعین سے داد لینا نہ ہو، بلکہ اُن تک دین کا پیغام پہنچانا ہو، اصلاحِ عقیدہ و عمَل، تزکیہِ نفس اور تطہیرِ باطن مدِ نظر ہو۔

یاد رکھیے واعظ اپنے وعَظ کا ذمہ دار ہے، اس کے خطاب کے متعلق روزِ قیامت پوچھ گچھ ہوگی، آیا اس نے خطاب کس مقصد کے پیشِ نظر کیا؟

امام بیہقی رحمہ اللہ شعب الایمان میں حدیث پاک نقل فرماتے ہیں:

"ما من عبد يخطب خطبة إلا الله سائله عنها ما أراد بها" عن الحسن مرسلا.

جو شخص بھی خطاب کرتا ہے اللہ تعالیٰ خطاب کے متعلق اس سے ضرور سوال کرے گا کہ اس (خطاب) سے اُسکی کیا غرض تھی،

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان عن الحسن مرسلا)
(کنز العمال جلد پنجم حدیث 4376)

جہاں یہ وبا عام ہو چکی ہے وہاں اِس دور میں قصہ گو مقررین کی بھی کمی نہیں، یہ قصہ گو مقرر من

گھڑت جھوٹ موٹ قصے کہانیاں سنا کر سامعین کے چہروں پہ مسکراہٹ بکھیرتے ، داد وصول کرتے ہیں، جس سے طبیعت میں عارضی نشاط تو آتا ہے مگر علم عمل و روحانیت سے یکسر دامن خالی نظر آتا ہے،

تابعی بزرگ حضرت قلابہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قُصّاص (کہانیاں سنانے والے جاہل مقررین) نے علم برباد کر کے رکھ دیا ہے، بندہ ایک سال تک قصہ خواں کے پاس بیٹھا رہے پھر بھی (سوائے کانوں کی لذت اور عارضی مزے کے) کچھ حاصل نہیں کر سکتا، بندہ جب کہ کسی عالم کے پاس کچھ دیر بیٹھ جائے تو کچھ نہ کچھ لے کر ہی اٹھتا ہے،

(تحریر الخواص من اکاذیب القصاص للسیوطی ص 186)

حق و سچ کا دامن ہرگز نہیں چھوڑنا چاہیے،

کامیاب مقرر کون ہے؟

کامیاب مقرر وہ ہے جو اپنی تقریر میں وہ بات لائے جس کا ثبوت مستند کتب میں ہو ، اور لوگوں کی سبحان اللہ سننے کی چاہت پیسے بٹورنے کی طمع، اور واہ واہ کہلوانے کی خواہش نہ ہو، ورنہ لوگوں کو راضی کرنے کی ڈور بعض اوقات زبان کو حق بات کہنے سے کھینچ لیتی ہے،

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے فرماتے ہیں:

"میں نے لوگوں کو راضی کرنے کا خیال دل سے نکال دیا؛ تب جاکر حق بولنے پر قادر ہوا!"

(سیر أعلام النبلاء: 11/34)

تقریر کے دوران کسی کو جھاڑنا، اور بازاری جملے استعمال کرنا، (کہ جیہڑا سبحان اللہ نئیں آکھے اونہوں محفل وچ بیٹھن داکوئی حق نئیں وغیرہ) ہرگز ایک واعظ کی شان نہیں۔ نہ اسے زیب دیتا ہے، ممکن ہے محفل میں آنے والا شخص اِس اندازِ بد کے سبب دین کی مجالس و محافل میں آنا ترک کر دے،

امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن، تقریر کرنے والے کے لیے شرائط بیان فرماتے ہیں کہ

واعظ (تقریر کرنے والے) کے لیے 4 شرائط کا ہونا ضروری ہے:

1: واعظ کے لیے پہلی شرط یہ ہے کہ مسلمان ہو

دیوبندی عقیدے والے مسلمان ہی نہیں ان کا وعظ سننا حرام اور دانستہ (جان بوجھ کر) انہیں واعظ بنانا کفر ہے علمائے حرمین شریفین نے فرمایا ہے کہ: من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر
جس نے ان (دیابنہ وغیرہ) کے کفر اور عذاب میں شک کیا اس نے کفر کیا، (حسام الحرمین) اسی طرح تمام وہابیہ وغیر مقلدین فانھم جمیعا اخوان الشیاطین۔ (کہ وہ سب شیطانوں کے بھائی ہیں)

دوسری شرط سنّی ہونا:

غیرِ سنّی کو واعظ بنانا حرام ہے اگر چہ بالفرض وہ بات ٹھیک ہی کہے،
حدیث میں ہے نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں: من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام
جس نے کسی بد مذہب کی توقیر کی اس نے دینِ اسلام کے ڈھانے پر مدد دی۔
(کنزالعمال حدیث ۱۱۰۲)

تیسری شرط عالم ہونا:

جاہل کو واعظ کہنا ناجائز ہے جیسا کہ ارشاد ہے:
اتخذ الناس رؤساجھالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلو او اضلوا
لوگوں نے جاہلوں کو سردار بنالیا تو جب ان سے سوال کیا گیا تو انہوں نے بے علم احکام شرعیہ بیان کرنے شروع کیے تو خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ (صحیح البخاری)

چوتھی شرط فاسق نہ ہوا:

تبیین الحقائق وغیرہ میں ہے:
لان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعا
کیونکہ اسے امامت کے لیے مقدم کرنے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ شرعًا مسلمانوں پر اس کی توہین واجب ہے۔ (تبیین الحقائق 1/134)
اور جب یہ سب شرائط مجتمع (جمع) ہوں سنی صحیح العقیدہ وعالم دین متی وعظ فرمائے تو عوام کو اس کے وعظ میں دخل دینے کی اجازت نہیں وہ ضرور مصالح شرعیہ کا لحاظ رکھے گا ہاں اگر کسی جگہ کوئی خاص مصلحت ہو جس پر اسے اطلاع نہیں تو پیش از وعظ (وعظ سے پہلے) مطلع کر دیا جائے کہ یہاں یہ حالت ہے واللہ تعالی اعلم۔
(فتاوی رضویہ، جلد 29 صفحہ 71)

قارئین کرام سے گزارش ہے:

ایسے خطبا کو سنیں جن میں یہ شرائط پائی جاتی ہوں اور حق و سچ بیان کرتے ہوں، اور ایسوں سے ہر دم دور رہیں انکو محافل میں مدعو نہ کریں جن میں یہ شرائط مفقود ہونے اور من گھڑت روایات کو بیان کرنے سے گریز نہ کریں،

محافل آرگنائزر سے گزارش:

بالخصوص ماہِ ربیع النور شریف میں محافل کا سلسلہ بڑھ جاتا ہے، خطباء کو مدعو کیا جاتا ہے، ایسے وقت میں محفل آرگنائزر/میلاد کمیٹی وغیرہ جہاں تلاوت و نعت کے لیے بہترین افراد کا انتخاب کرتے ہیں، ایسے ہی خطاب کے لیے اہلِ سنت کے مقتدر مستند علمائے کرام کا انتخاب کریں، انکے بیانات سنیں، تاکہ ان محافلِ پاک سے لوگ تعلیماتِ اسلام، اپنی اصلاح، اور معاشرے کی خوشحالی کا سامان لے کر اٹھیں،

اللہ کریم توفیقِ عمل نصیب فرمائے،

سیرت مصطفی کے بنیادی مآخذ

از: اکرام رضا عطاری
متعلم جامعۃ المدینہ فیضان صدیق اکبر فتح جنگ

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رحمۃ للعالمین

بعد از حمد و صلوۃ

رب تعالی کا کروڑہا کروڑ احسان ہے کہ اس نے ہمیں اشرف المخلوقات بنانے کے بعد اس اشرف الانبیا ﷺ کا امتی بننے کی عظیم سعادت سے نوازا جن کی ولادت باسعادت اس بابرکت و عظیم الشان ماہ نور و طیب ربیع المنور والمطیب میں ہوئی۔ کہ جن کے صدقے کائنات کا سارا حُسن وقوع پذیر ہے۔

تذکرہ مصطفی ﷺ، ابوالبشر سے لیکر آج تک اور آج سے لیکر آخر البشر تک ہر اس شخص کا وظیفہ تھا اور رہے گا۔

جو اپنے آقا و مولی ﷺ کو اپنا ھادی و رہبر سمجھ کر آپ ﷺ کی محبت سے اپنے قلوب و اذہان کو منور کرنے والا ہے۔ (ان شاءاللہ)

تذکرہ مصطفی ﷺ کم و بیش سیرت کی ہر کتاب کے اندر موجود ہے

البتہ سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر سب سے پہلے حضرت عروہ بن زبیر نے کتاب لکھنے کا اہتمام کیا پھر حضرت ابان بن عثمان پھر حضرت وہب بن منبہ پھر حضرت شرجبیل بن سعد اور پھر حضرت ابن شہاب زہری نے اس موضوع پر لکھا رضی اللہ عنہم اجمعین۔

مگر تغیرات زمانہ سے یہ قیمتی اثاثہ محفوظ نہ رہ سکا سوائے چند روایات کے جن کو امام طبری نے روایت کیا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جو کچھ سیرت النبی کے حوالے سے روایت کیا جاتا ہے وہ حضرت وہب بن منبہ کے مجموعہ سے ماخوذ ہے
لیکن ان نفوسِ عالیہ کے بعد ایک ایسا طبقہ بھی آیا جس نے ایک منظم طریقے سے اس موضوع پر

کام کیا اور ایک بہترین اسلوب میں ہم تک پہنچایا بعد میں آنے والے سیرتِ نگاروں میں سر فہرست حضرت سیدنا محمد بن اسحاق (المتوفی 152ھ) جن کے بارے میں علماء فرماتے ہیں:

محمد بن اسحاق نے سیرت کے موضوع پر جو کچھ لکھا ہے وہ اس دور میں سب سے زیادہ ثقہ و معتبر شمار کیا جاتا ہے۔

اگرچہ ان کی کتاب "المغازی" من وعن ہم تک نہیں پہنچی۔ اس کے بعد امام ابو محمد عبدالملک المعروف ابن ہشام نے سیرت پہ ایک کتاب مرتب کی اور یہ کتاب امام محمد بن اسحاق کی کتاب کے پچاس سال بعد مرتب ہوئی۔

ابن خلکان کہتے ہیں:

یہ ابن ہشام وہی ہیں جنہوں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو ابن اسحاق کی کتاب "المغازی" اور "السیر" سے جمع کیا اور اس کی تلخیص و ترتیب کی۔

(وفیات الاعیان ج1 ص290)

جبکہ سیرت مصطفی ﷺ کے درجہ بدرجہ کئی ماخذ و مراجع ہیں۔

سیرت طیبہ کا پہلا ماخذ و مصدر: قرآن حکیم

ماخذ سیرت خیر العباد ﷺ میں سرفہرست قلب مصطفی ﷺ پر خالق مصطفی کی طرف سے نازل ہونے والی لاریب کتاب قرآن مجید ہے

یہ پہلا مصدر ہے جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمومی زندگی کی معرفت اور سیرتِ طیبہ کی معرفت کی پہچان کے لیے اعتماد کیا جاتا ہے

قرآن مجید کی بہت سی آیات، کریمہ میں رسول اللہ ﷺ کی مبارک ولادت و تشریف آوری کا ذکر اور حیاتِ طیبہ کا عکس دکھائی دیتا ہے۔ قرآن کریم ہی یہ بتانے کے لیے کافی ہے کہ یہ جس پر اترا وہ مقدس انسان کون تھا، کن لوگوں میں آیا، اس کے شب و روز کس طرح گزرتے تھے، اس کے دوست کون تھے اور دشمن کون تھے، اس کے عادات و خصائل کیسے تھے، اس کی دعوت کیا تھی، وہ کس جمیل و جلیل ہستی کی بندگی کی دعوت دیتا تھا اور اس دعوت کے فیضان سے یہ دنیا ارتقائی مراحل طے کرتے کرتے کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔ ان قرآنی آیات کا سرسری جائزہ ہی ان

حقائق کے ثبوت کے لیے کافی ہے۔ قرآن کریم نے یہ پہلو اس قدر اجاگر کیا ہے کہ صرف اسی کی مدد سے رسول اللہ ﷺ کی سیرت مطہرہ پر ضخیم کتاب لکھی جا سکتی ہے۔

چونکہ قرآن کریم لاریب کتاب ہے، اس کا ثبوت قطعی ہے اور یہ صحیح ترین بیان ہے، لہٰذا سیرتِ نبوی کا اولین اور اصل ماخذ قرآن کریم ہی ہے۔ یہ ثابت کرنے کے لیے مزید کلام کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کا انکار ایمان سے دست بردار ہونے کے مترادف اور علم و عقل سے بے بہرہ ہونے کی علامت ہے۔

قرآن مجید سے سیرت نبوی کے مطالعے اور استفادے کے لیے ضروری ہے کہ قرآنی تفاسیر بالماثور کی طرف رجوع کیا جائے جن میں مختلف آیات کی تفسیر میں احادیث باسند نقل کی گئی ہیں،

سیرت طیبہ کا دوسرا ماخذ ومصدر: حدیث نبوی

کتبِ احادیث میں رسول اللہ ﷺ کے تمام اقوال و افعال اور تقاریر خوش اسلوبی سے جمع کردیے گئے ہیں اور آپ کی شکل و صورت، اخلاق عالیہ اور معجزات و خصائص کی مکمل تصویر کشی کی گئی ہے۔ بعض کتابوں میں آنحضرت ﷺ کے غزوات و سرایا کی تفصیلات کہیں ابواب کی صورت میں اور کہیں متفرق روایات کی شکل میں بیان کی گئی ہیں۔ سب محدثین کے ہاں سیرت نگاری کا اپنا اپنا اسلوب ہے، مثلاً: امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں نبوت سے پہلے اور بعد از نبوت آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ، غزوات و سرایا، خطوط، صحابۂ کرام اور ازواج مطہرات کے فضائل کے بیان میں باقاعدہ الگ الگ ابواب اور عنوان قائم کیے ہیں، اگرچہ دیگر تمام روایات اور ابواب میں بھی رسالت مآب ﷺ کی سیرت کی متفرق جھلکیاں صاف نظر آتی ہیں۔ اسی طرح امام مسلم رحمہ اللہ علیہ نے بھی اپنی صحیح میں رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ، خاص طور پر غزوات و سرایا کے ضمن میں الگ الگ ابواب باندھے ہیں۔ اسی طرح فضائل النبی ﷺ، فضائل الصحابہ اور باب الامارہ کے علاوہ دوسرے ابواب میں بھی سیرت طیبہ کے حوالے سے بے شمار

احادیث موجود ہیں۔

مستدرک حاکم جسے امام حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ علیہ نے امام بخاری اور امام مسلم کی شروطِ روایت کے مطابق مدوّن کیا ہے، یہ خود انھی کا دعویٰ ہے اسی طرح سننِ اربعہ میں سے جامع ترمذی میں سیرت کا مفصل تذکرہ موجود ہے، خصوصًا ابواب المناقب میں سیرت طیبہ کے بارے میں گراں مایہ معلومات ملتی ہیں۔ اس کے بعد سنن ابی داود اور پھر سنن ابن ماجہ کا نام آتا ہے۔ خاص طور پر اس کی کتاب الجہاد۔ آخر میں سنن نسائی ہے جس میں سیرت کے متعدّد پہلوؤں کے بارے میں مفید تذکرے موجود ہیں۔

امام بیقہی رحمہ اللہ علیہ کی سنن کبریٰ سیرت طیبہ کے معتبر اور مستند واقعات سے بھرپور ہے۔

سیرت طیبہ کا تیسرا ماخذ ومصدر: کتب شمائل

اگرچہ شمائل (عادات و خصائل) سے متعلقہ اکثر احادیث کتبِ حدیث کے مختلف ابواب کے تحت درج ہوتی ہیں، تاہم بعض محدثین نے اس عنوان کے تحت مستقل کتابیں بھی لکھی ہیں جبکہ بعض دیگر محدثین نے اپنی کتب میں اس عنوان سے خصوصی ابواب قائم کیے ہیں: مثلاً صحیح بخاری میں باب الاستیذان، اللّباس وغیرہ۔ صحیح مسلم میں البر والصلۃ والأدب، الآداب، فضائل النبی ﷺ، اللباس والزینۃ، الزھد والرّقاق وغیرہ۔ اسی طرح جامع ترمذی میں البر والصلۃ، الاستیذان وغیرہ۔ اور سنن ابن ماجہ میں الأدب، الزھد وغیرہ۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے شمائل کے نام سے ایک جدا گانہ خصوصی تصنیف مرتب کی ہے۔ اور علامہ بغوی رحمہ اللہ نے الأنوار فی شمائل النبی المختار نامی کتاب لکھی اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس موضوع پر الأدب المفرد تصنیف کی۔

سیرت طیبہ کا چوتھا ماخذ ومصدر: دلائل نبوت اور معجزات کے متعلق کتابیں

دلائل اور معجزات سے متعلقہ احادیث بھی حدیث کی کتابوں میں شامل ہوتی ہیں مگر بعض اہل علم نے علیحدہ طور پر اس عنوان سے خصوصی کتابیں بھی تصنیف کی ہیں۔ اگرچہ اس سلسلے کی بہت سی کتابیں ضائع ہوچکی ہیں مگر ابو

نُعیم اصبہانی کی دلائل النبوۃ اور حافظ احمد بن حسین بیہقی کی دلائل النبوۃ اب بھی ملتی ہیں۔ امام بیہقی رحمہ اللہ کی تحریر کردہ کتابِ سیرت انتہائی نفیس ہے۔ نام سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں صرف معجزات کا تذکرہ ہوگا مگر در حقیقت مصنف رحمہ اللہ نے اس کتاب میں سیرت نبوی سے متعلقہ نہایت قیمتی سرمایہ جمع کر دیا ہے۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الخصائص الکبریٰ میں تمام سابقہ کتب حدیث سے دلائل و معجزات سے متعلقہ تمام معلومات بڑی حد تک جمع کر دی ہیں۔

سیرت طیبہ کا پانچواں ماخذو مصدر: کتب خصائص

اس موضوع پر دو ہی کتابیں قابل ذکر ہیں۔ ایک علامہ سیوطی رحمہ اللہ کی الخصائص الکبریٰ اور دوسری امام شامی رحمہ اللہ کی سبل الھدیٰ والرشاد جو اپنے موضوع پر انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔

سیرت طیبہ کا چھٹواں ماخذو مصدر: کتب سیرت و مغازی

اس میں شک نہیں کہ کتب مغازی کی معلومات انھی روایات سے حاصل ہوتی ہیں جو کتب حدیث میں بیان کی گئی ہیں حتیٰ کہ محدثین حدیث یا سنت کی تعریف کرتے ہیں تو اس میں سیرت کو بھی شامل کرتے ہیں کہ جو بات بھی رسول اللہ ﷺ سے منقول ہو وہ حدیث ہے، چاہے وہ آپ کا قول، عمل یا تقریر ہو، یا وہ بات آپ کے اخلاق یا جسمانی خد و خال یا سیرت سے تعلق رکھتی ہو۔

یہ حقیقت سب پر عیاں ہے کہ حدیث کی کتابیں ہی سیرت کا اصلی ماخذ ہیں اور سیرت کی تمام چھوٹی بڑی معلومات کتب حدیث ہی سے حاصل ہوتی ہیں، چنانچہ خود محدثِین کرام نے محنت شاقہ سے کام لیا اور اسوۂ حسنہ پر جداگانہ کتابیں تحریر کر دیں۔

سیرت طیبہ کا ساتواں ماخذو مصدر: حرمین شریفین کے بارے میں تاریخی کتابیں

بعض مؤرخین نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی

تاریخ کے سلسلے میں الگ کتابیں لکھی ہیں۔ ان کتابوں میں ان دونوں شہروں سے متعلقہ قبل از اسلام اور بعد از اسلام کے حالات و واقعات نقل کیے ہیں۔ اس بارے میں سب سے اہم کتاب ابوالولید محمد بن عبداللہ ازرقی رحمہ اللہ کی أخبار مکۃ ہے۔

سیرت طیبہ کا آٹھواں ماخذومصدر: عام تاریخی کتب

ان کتابوں میں ہر قسم کی تاریخ بیان ہوتی ہے، چاہے اس کا تعلق کسی قوم، حکومت یا کسی فرد سے ہو اور چاہے وہ قبل از اسلام کی ہو یا بعد کی۔ ان کتابوں کی ابتدا عموماً "بدء الخلق" (مخلوق کی ابتدا) سے ہوتی ہے۔ یہ تاریخی کتابیں بہت زیادہ ہیں

سیرت طیبہ کا نوواں ماخذ ومصدر: ادبی کتابیں

متقدمین نے وہ اشعار بڑے ذوق و شوق سے نقل کیے ہیں جن میں تاریخ واقعات کی ترجمانی و تفسیر پائی جاتی ہے۔ ان میں ابن اسحاق اور ابن ہشام سرفہرست ہیں، یہاں تک کہ امام بخاری اور امام مسلم جیسے جلیل القدر ائمۂ حدیث نے بھی ایسے اشعار سے بے اعتنائی نہیں برتی، ہر چند ان کا مقصد صرف استشہاد کرنا ہے۔ ان اشعار کے کہنے والوں کا صحیح صحیح تعین بھی ایک قابلِ لحاظ امر ہے۔ ادب کی وہ نثری کتابیں جن میں رسول اللہ ﷺ کے اقوال و آثار حرف بحرف نقل کیے گئے ہیں ان میں سے چند اہم کتابیں حسبِ ذیل ہیں:

☆ عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ (متوفی 276ھ) کی کتابیں "المعارف" "الشعراور والشعراء" امام ابن قتیبہ عظیم محدث تھے۔ قرآن کے بہت بڑے عالم تھے۔ بلند پایہ ادیب تھے۔ اصحابِ صحاح ستہ کے ہم عصر تھے اور انھی کے اساتذۂ کرام سے فیض یافتہ تھے۔

☆ محمد بن یزید کی کتاب "الکامل فی اللغۃ والأدب"۔

☆ ابو بکر محمد بن قاسم بن انباری (متوفی 317ھ) کی کتابیں "الوقف والابتداء" اور "الأضداد"۔

☆ ادب کی نہایت اہم کتابوں میں ابوالفرج علی بن حسین بن محمد قرشی اصفہانی (متوفی 356ھ)

کی "الأغاني" اور ابو عمر شہاب الدین احمد بن محمد بن عبدربہ بن حبیب قرطبی (متوفی 327ھ) کی "العقد الفرید" شامل ہیں۔

(ماخوذ از کتاب: سیرت النبی ﷺ، مؤلف: دکتور مہدی رزق اللہ احمد، ملخصًا)

اسی طرح بارہویں شریف کی نسبت سے علماء عرب کی طرف سے میلاد النبی اور سیرت مصطفی ﷺ پر لکھی جانیوالی بارہ معروف کتب کے نام مع مصنفین ملاحظہ فرمائیں۔

1-الدر المنظم فی مولد النبی الاعظم ﷺ
شیخ ابوالعباس احمد اقلیشی (م 550ھ)

2-بیان المیلاد النبوی ﷺ-مولد العروس
شیخ علامہ ابن جوزی (597ھ)

3-التنویر فی مولد البشیر النذیر ﷺ
شیخ ابن دحیہ کلبی (م 233ھ)

3-عرف التعریف بالمولد الشریف
شیخ حافظ شمس الدین جزری (660ھ)

5-المورد العذب المعین فی مولد سید الخلق اجمعین ﷺ
شیخ ابوبکر جزائری (م 707ھ)

6-الطالع السعید الجامع لاسماء نجباء الصعید
شیخ امام کمال الدین الادفوی (748ھ)

7-مناسك الحجر المنتقی من سیر مولد المصطفی ﷺ
شیخ سعید الدین الکازرونی (م 758ھ)

8-الدریة السنیة فی مولد خیر البریة ﷺ
شیخ ابوسعید خلیل بن کیکلدی (761ھ)

9-ذکر مولد رسول اللہ ﷺ ورضاعه
شیخ امام عماد الدین بن کثیر (774ھ)

10-وسیلة النجاة
شیخ سلیمان برسوی حنفی

11-مولد البرعی
شیخ امام عبدالرحیم برعی (م 803ھ)

12-المورد الهنی فی المولد السنی
شیخ حافظ زین الدین عراقی (808ھ)

اس کے علاوہ کم و پیش سینکڑوں کتابیں علمائے عرب نے اس موضوع پر لکھی ہیں اختصار کے سبب انہیں پر اکتفا کیا۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ ہمیں اپنے پیارے حبیب کی سیرت پر چلنے کی توفیق و سعادت عطا فرمائیے۔ ہمیں اور ہماری نسلوں کو بھی عشق مصطفی کی دولت سے فیضیاب فرمائے۔آمین۔

محبوب کریم ﷺ کا اخلاق کریمانہ

از:دانیال رضا مکی

افراد انسان میں انبیائے کرام علیہم السلام کو مکارم اخلاق کی زیادہ ضرورت ہے کیونکہ ان کا کام تبلیغ و تزکیہ ہے ۔۔۔ اسی لیے باعنایتِ الٰہی ان کو اول خلقت میں ہی محاسن اخلاق حاصل تھے جن کا ظہور حسب موقع ان کی عمر مبارک میں ہوتا رہا۔۔۔ مگر دیگر فضائل کی طرح اس کمال میں بھی حضور علیہ السلام دیگر انبیاء سے ممتاز ہیں چنانچہ اللہ تعالی نے خلق عظیم کو آپ کی ذات مبارکہ میں حصر فرمایا ہے۔۔۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (سورہ قلم آیت 4)

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک تم یقیناً عظیم اَخلاق پر ہو

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

حق جلّ و علا نے فرمایا: " وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ " اور بے شک تو بڑے عظمت والے ادب تہذیب پر ہے کہ ایک حِلم وصبر کیا، تیری جو خصلت ہے اِس درجہ عظیم و باشوکت ہے کہ اَخلاقِ عاقلانِ جہان مُجْتَمِع ہو کر اس کے ایک شِمّہ (یعنی قلیل مقدار) کو نہیں پہنچتے۔۔۔

اس آیت کے تحت تفسیر نور العرفان میں مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ " معلوم ہوا کہ کوئی بھی حضور کے اخلاق کما حقہ بیان نہیں کر سکتا، کیوں کہ وہ (اخلاق) عظیم ہیں، خیال رہے کہ اللہ تعالی نے دنیا اور دنیا کی تمام نعمتوں کو قلیل فرمایا کہ فرمایا" قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا

قَلِيْلٌ "(النساء:77) اس کے باوجود کوئی شخص دنیا کی نعمتیں شمار نہیں کر سکتا۔ فرماتا ہے "وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا "(ابراہیم:34) جب قلیل کو شمار کرنا غیر ممکن ہے تو جسے رب تعالیٰ عظیم کہے اسے شمار کرنے کی کس میں طاقت ہے۔

اور حضرت سعد بن ہشام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: اے ام المؤمنین! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں بتائیے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض کی: کیوں نہیں! تو آپ نے ارشاد فرمایا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ و بارک وسلم کا خُلق قرآن ہی تو ہے۔

(مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرہا، باب جامع صلاۃ اللیل...الخ، ص374، الحدیث:139(746))

اس روایت کے تحت علامہ نور بخش توکلی لکھتے ہیں "کتب سابقہ الہامیہ میں جو آداب و فضائل و اوصاف حمیدہ مذکور تھے قرآن مجید ان سب کا جامع ہے۔ ارشاد صدیقہ کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید میں جس قدر محامدِ اخلاق مذکور ہیں وہ سب حضور علیہ السلام کی ذات اقدس میں پائے جاتے تھے۔

قصیدہ بردہ شریف میں امام بوصیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فاق النبيين فى خَلقٍ و خُلقٍ
ولم يدانوه فى علمٍ ولا كرمٍ

لے گیا فوق انبیاء میں خلق میں اور خلق میں
کس میں تھا اس کا علم اور کس میں اس کا سا کرم

(نبی رحمت کے اخلاق کریمانہ، صفحہ 6)

اور علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم محاسنِ اَخلاق کے تمام گوشوں کے جامع تھے۔ یعنی حلم و عفو، رحم و کرم، عدل و انصاف، جود و سخا، ایثار و قربانی، مہمان نوازی، عدمِ تشدد، شجاعت، ایفاءِ عہد، حسنِ معاملہ، صبر و قناعت، نرم گفتاری، خوش روئی، ملنساری، مساوات، غمخواری، سادگی و بے تکلفی، تواضع و انکساری اور حیاداری کی اتنی بلند منزلوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فائز و سرفراز

ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک جملے میں اس کی صحیح تصویر کھینچتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ " كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ "یعنی تعلیماتِ قرآن پر پورا پورا عمل یہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق تھے۔(سیرت مصطفی، ص200)

پھر امام احمد رضا خان رحمہ اللہ نے قلم اٹھایااور کیا ہی خوبصورت شعر لکھا کہ:

ترے خُلق کو حق نے عظیم کہا تری خِلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا شہا ترے خالقِ حُسن و ادا کی قسم

حضور علیہ السلام کے اخلاق انتہائی ارفع و اعلی تھے ان کی سیرت پہ عمل کرتے ہوئے ہمیں بھی اپنے اخلاق کو بہترین بنانا چاہیئے ۔۔۔ اللہ تعالی ہم سب کو خوش اخلاقی کی دولت عطا فرمائے۔۔۔آمین

دوستوں کے درمیان کیسی محبت ہونی چاہیے

از: اکرام رضا

کائناتِ زندگی کے انمول رشتوں میں ایک بے مثال رشتہ "دوستی" کا بھی ہے۔ ایک سچا دوست وہ ہوتا ہے جو آپ سے انتہائی قریب ہوتا ہے، جو آپ کے بارے میں بہت کچھ ایسا جانتا ہے جو دنیا نہیں جانتی، جو آپ کے رازوں کا امین ہوتا ہے۔

دوستی خلوص و وفا کے اس پاک رشتے کا نام ہے جو بسا اوقات خون کے رشتوں سے بھی بڑھ کر اہمیت رکھتا ہے۔

دوستی کا رشتہ قربانیوں اور آزمائشوں کا متقاضی ہوتا ہے۔ اس رشتے میں انسان کے بڑے بڑے بول سے زیادہ وقت آنے پر اس کے کارنامے اثرانداز ہوتے ہیں۔

دوستوں کا انسان کی سیرت و کردار پر بھی غیر معمولی اثر پڑتا ہے، اس لیے دوستی بہت دیکھ بھال کر کرنی چاہیے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں اسی بات کو یوں بیان فرمایا:

{الرَّجُلُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ، فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ} "

آدمی اپنے دوست کے دین و عقیدے پر ہوتا ہے، لہذا تم میں سے کوئی کسی کو دوست بنائے تو دیکھ بھال لے کہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔

(سنن الترمذی)

الحمدُ للہ، دین اسلام نے جس طرح زندگی کے ہر شعبے میں انسان کی رہنمائی کی ہے۔ اسی طرح ایک انسان کی زندگی میں دوستی کو مد نظر رکھتے ہوئے دوست کی اہمیت کو اجاگر کیا اور اس سلسلے میں نہایت مفید ہدایات بھی دی ہیں تاکہ انسان اس کے فوائد سے بہرہ ور ہوسکے اور اس کے مضر اثرات سے خود کو بچاسکے۔ اس لئے کہ دوستی ایک دودھاری تلوار ہے، اگر اس کو مکمل احتیاط کے ساتھ نہ برتا جائے تو فائدے سے زیادہ نقصان دہ ثابت ہوسکتی ہے۔ اسی لئے اسلام نے اس عظیم نعمت کو کس طرح برتنا ہے

اس کو واضح کر دیا ہے اور اس سلسلے میں نہایت ہی بسیط تعلیمات بھی ہم کو عطا کر دی ہیں۔

انسان کی زندگی میں دوست کی اہمیت دنیا بنی تب سے قائم و دائم ہے۔

خیر خواہ، مخلص اور نیک دوست جب مل جائے تو اس کی حفاظت کرنا اور اس کو کسی صورت حال میں نہ چھوڑنا انسان کیلئے ضروری ہوجاتا ہے۔ ورنہ قیامت کے دن کئی سارے لوگ اپنے اپنے ہاتھوں کو کاٹ کھا رہے ہوں گے صرف اس وجہ سے کہ انہوں نے برے دوستوں کی صحبت اختیار کرلی تھی، اور ان برے دوستوں نے ان کو جہنم کے گڑھے میں پھینک دیا۔ سورۃ الفرقان میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَ يَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۔(۲۷) يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۔(۲۸) لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِىْ ؕ-وَ كَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا

(سورۃ الفرقان ۲۷ تا ۲۹)

اور جس دن ظالم اپنے ہاتھ چبا چبا لے گا کہ ہائے کسی طرح سے میں نے رسول کے ساتھ راہ لی ہوتی۔ وائے خرابی میری ہائے کسی طرح میں نے فلانے کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ بیشک اس نے مجھے بہکا دیا میرے پاس آئی ہوئی نصیحت سے اور شیطان آدمی کو بے مدد چھوڑ دیتا ہے۔

(سورۃ الفرقان ۲۷ تا ۲۹)

دوست کی انسانی زندگی میں اہمیت سمجھنے کے لئے ترمذی شریف کی ایک روایت کافی ہے۔ یہ بات تو ہم جانتے ہیں کہ دین اسلام ہی دنیا و آخرت میں نجات کا واحد ذریعہ ہے۔ دین حق ہی ہے کہ جس پر چل کر کامیابی و کامرانی کی منزلیں طے کی جاسکتی ہیں۔ اس دین سے ہٹ جانا دنیا کی بھی تباہی ہے اور آخرت کی بھی۔ ہمارے حبیب حضرت محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے انسان کے دین کے متعلق کتنی اہم بات ارشاد فرمائی: ”انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، لہٰذا تم میں سے ہر ایک کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ وہ کیسے لوگوں سے دوستی رکھتا ہے۔“ اس سے معلوم ہوا کہ جہاں اچھے دوست کی صحبت ہمیں دین سے اور دینداری سے قریب کر سکتی ہے، وہیں برے دوست کی

سنگت ہمیں بے دینی کی طرف لے جاتی ہے۔ اسی لئے حدیث کے آخر میں آپ ﷺ نے خبر دار کیا کہ جس سے دوستی کر رہے ہو، اس کی جانچ کر لو، دیکھ لو کہ وہ اللہ کا حامی ہے یا اللہ کا باغی ہے۔ عقلمندی کا تقاضہ یہی ہے کہ اگر وہ اللہ کا حامی ہے تو اس کا ساتھ مرتے دم تک نہ چھوڑو، اور اگر وہ اللہ کا باغی ہے تو اس کے قریب بھی نہ پھٹکو۔ دوست کی سچی خیر خواہی بھی یہی ہے

آئیے، تمام نبیوں کے سرور، سلطان بحر و بر ﷺ اور تمام اصحابِ مصطفی ﷺ کے سرور، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی دوستی کی چند محبت بھری جھلکیاں آپ کے سامنے رکھتا ہوں

روزانہ صدیق کے گھر تشریف آوری

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ اور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے مابین ایسی گہری دوستی تھی کہ رسول اللہ ﷺ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے گھر روزانہ تشریف لاتے تھے، چنانچہ ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ کوئی دن ایسا نہ گزرتا تھا جس کی صبح و شام رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم ہمارے گھر تشریف نہ لاتے ہوں۔

(صحیح البخاري، کتاب الصلوۃ باب المسجد یکون في الطریق من غیر ضرر بالناس، الحدیث: ۴۷۶، ج۱، ص۱۸۰)

ظہور اسلام سے قبل بھی دوست

اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ اور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم ظہور اسلام سے قبل بھی ایک دوسرے کے دوست تھے۔ (الریاض النضرۃ، ج۱، ص۸۴)

حضور صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم سے دوستی کے وقت آپ رضی اللہ کی عمر سولہ یا اٹھارہ سال تھی اور جب آپ

اسلام لائے اس وقت آپ کی عمر اڑتیس سال تھی ۔ اور یقینا دوستی کے وقت سرکار صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی عمر مبارک کم و بیش بیس سال تھی

کہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے دو یا ڈھائی سال عمر میں بڑے تھے۔

(تفسیر خزائن العرفان، ۳۲۶، الاحقاف:۱۵ ملخصا، فتاوی رضویہ، ج ۲۸، ص ۴۵۷)

نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی باہم دوستی کی کئی وجوہات ہیں، ایک وجہ تو وہی ہے جو مذکورہ بالا حدیث پاک میں گزری کہ آپ دونوں تقریبا ہم عمر تھے اور دو ہم عمر افراد میں انسیت و محبت ایک فطری عمل ہے۔ نیز آپ رضی اللہ تعالی عنہ مکہ مکرمہ کے اس محلے میں رہتے تھے جس میں شہر کے بڑے اور مشہور تاجر رہائش پذیر تھے اور ان کا کاروبار مکہ مکرمہ سے لے کر یمن اور شام کے مختلف علاقوں تک پھیلا ہوا تھا، سرکار صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم بھی حضرت سیدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا سے شادی کرنے کے بعد ان کے ساتھ ہی تشریف لے آئے تھے تو ایک ہی محلے میں رہنے کی وجہ سے دونوں میں ملاقاتوں کا سلسلہ طویل ہوتا چلا گیا اور پھر دونوں کے درمیان اچھے خاصے مراسم پیدا ہوگئے اور یہ مراسم آہستہ آہستہ گہری دوستی میں تبدیل ہوگئے۔ نیز کاروبار ایک ہونے کے ساتھ ساتھ دونوں ہستیوں کی طبیعتیں نہایت ہی نفیس تھیں، کفار قریش کی بت پرستی اور مشرکانہ عقائد و نظریات سے دونوں ہی کو سخت نفرت تھی اور یہ ان تمام غلط رسوم وعادات واطوار سے محفوظ تھے جن میں مکہ مکرمہ کے دیگر لوگ مبتلا تھے۔ الغرض یہی مشترکہ صفات گہری دوستی اور قربت کا ذریعہ بن گئیں نیز اسلام کے بعد اس میں مزید ایسا استحکام پیدا ہوا کہ قیامت تک اس کی مثال نہیں ملتی۔

ایک غمخوار دوست ہونے کے ناطے آپ نے سیدہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنھا کے وصال کے بعد مصطفی کریم علیہ السلام کی بارگاہ میں اپنی بیٹی کو نکاح کے لیے پیش کردیا۔

چنانچہ بعثت نبوی کے دسویں سال رمضان المبارک میں ام المؤمنین حضرت سیدتنا خدیجہ الکبری رضی اللہ تعالی عنہا کا وصال ہوگیا، آپ رضی اللہ تعالی عنھا کے وصال کے بعد

حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بہت غمگین رہنے لگے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے آپ کا حزن وملال دیکھا نہ گیا تو آپ رضی اللہ تعالی عنہ اپنی لخت جگر حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کو بارگاہ رسالت میں لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! یہ میری لخت جگر ہے، آپ کا پچھم یہ دفع کردے گی کہ ان میں حضرت سیدتا خدیجہ الکبری کی۔ خصلتیں موجود ہیں۔"

(سیرت سید الانبیاء، ص۱۱۹، ازالۃ الخفاء من خلافۃ الخلفاء، ج۳، ص۴۳)

صدیق اکبر کی تین پسندیدہ چیزیں

میٹھے پیارے اسلامی بھائیو!

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے مابین جو دوستی اور محبت کا رشتہ قائم تھا یقینا وہ کسی غرض کے سبب نہیں تھا بلکہ صرف اور صرف للّٰھیت والا رشتہ تھا، خود جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی اس عظیم رشتے کو نہایت ہی محبت سے بیان کیا کرتے تھے۔ چنانچہ مشیر رسول انور، عاشق شہنشاہ بحر و بر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں، مجھے تین چیزیں پسند ہیں: "النظر إليك وإنفاق مالي عليك والجلوس بين يديك" یعنی (۱) آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے چہرہ پر انوار کا دیدار کرتے رہنا (۲) آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم پر اپنا مال خرچ کرنا اور (۳) آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر رہنا۔

(تفسیر روح البیان، پ۱۹، النمل: ۲۲، ج۲، ص۳۶۳)

بلاتامل قبول اسلام

اسی طرح ایک روایت میں نبی علیہ السلام نے فرمایا:

ما عرضت الإسلام على أحد إلا كانت له نظرة غير أبي بكر فإنه لم يتلعثم. "الديلمي - عن ابن مسعود".

ترجمہ: میں نے جس پر بھی اسلام پیش کیا اس کو تامل ہوا سوائے ابوبکر صدیق انھوں نے بلا تامل قبول کر لیا۔ کنز العمال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبَا بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا غَيْرَ رَبِّي لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ وَلَكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهُ لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سُدَّ إِلَّا بَابَ أَبِي بَكْرٍ "۔

میرا ساتھ نبھانے اور مال خرچ کرنے میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان ابوبکر کا ہے، اور اگر میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو خلیل بنانے والا ہوتا تو ابوبکر کو بناتا، لیکن اسلامی بھائی چارہ اور اس کی محبت ہی کافی ہے۔ مسجد کے تمام دروازوں کو بند رکھا جائے سوائے بابِ ابوبکر کے۔

(صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابہ)

یارِ غار

غار ثور میں بھی اس یاری کے مناظر زبان زدعام ہیں: کہ جب زانوئے صدیقی پر استراحت فرما، چہرہ والضحیٰ کی زیارت ایسی خلوت میں ہو رہی تھی جس کی بابت فرمایا گیا:

ثانی الثنین اذ هما فی الغار

پھر جب کفار غار ثور کے دہانے تک آگئے، آپ رضی اللہ عنہ نے اس تشویش کا اظہار حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے کیا، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا، ابوبکر: ''لاتحزن انّ الله معنا''غم کی حاجت نہیں ہے، اللہ کی معیت ہمارے لیے کافی ہے۔ یہ سننا تھا کہ حضرت ابوبکرؓ پر گویا سکینت نازل ہوگئی۔ قرآن پاک نے اس واقعے کو ''ثانی اثنین'' کے لفظ سے ذکر کیا ہے، اس طرح حضرت ابوبکر کو دو میں کا دوسرا کہہ کر جاودانی عظمت و شرف سے سرفراز کیا گیا۔ اس آیت کو شب و روز کے مختلف لمحات میں کروڑوں مسلمان تلاوت کرتے ہیں، اور وہیں پر'' انّ الله معنا'' کا حوالہ بھی پڑھتے ہیں۔ غار ثور کے اس واقعے، اور رفاقت و جذبۂ جاں نثاری کو ''یارِ غار'' کے لقب سے جانا جاتا ہے، جس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ انتہائی جاں نثار اور مشکل وقت میں کام آنے والا رفیق۔

مقام صدیقیت پر فائز ایک ایسا دوست کہ جس نے اس آیت:

'' الیوم اَکْمَلْتُ لکم دینکُم واتممتُ علیکُم نعمتی ورضیتُ لکُم الاسلام دیناً" کے نزول کے وقت سمجھ لیا کہ دین کی تکمیل کے بعد

اب رسول ﷺ کے اس دار فانی سے رخصت کا وقت آپہنچا ہے۔ اب اللہ آپ ﷺ کو اپنے پاس بلانے والا ہے۔

جس طرح عالمِ دنیا میں سفر و حضر میں رفاقتوں کا سلسلہ رہا اسی طرح دنیا سے ظاہری پردہ بھی آپ دونوں ہستیوں کی بے مثال رفاقتِ مزار کے درمیان حجاب نہ بن سکا۔

آج بھی عاشقوں کی زیارت گاہ میں دونوں دوست ایک ساتھ استراحت فرما ہیں

اللہ کریم ان عظیم ہستیوں کی محبت میں سے ایک ذرہ ہمیں بھی عطا فرمائے۔ آمین۔

تحفہ ضرور دیں مگر۔۔۔۔کیسے؟

از:اسمٰعیل بدایونی

سارے ملک میں جشن کی فضا قائم تھی آج تو بادشاہ سلامت کا یوم ولادت تھا ملک کے کونے کونے سے لوگ تحفے تحائف پیش کرنے کے لیے دارالخلافہ کا رخ کر رہے تھے ، وزراء، علماء، عوام و خواص سب ہی نے تحفے پیش کیے۔ بعض لوگ دربار میں حاضر نہیں ہو سکے جیسے مختلف ممالک میں سفیر موجود تھے دربان نے تمام لوگوں کے تحائف پیش کرنا شروع کیے بتایا کہ فلاں ملک میں آپ کے سفیر نے لوگوں کو آپ کے کردار اور رعایا پروری کے بارے میں بتایا تو وہاں کے لوگ آپ کے گرویدہ ہو گئے ہیں اور اس بات کی تمنا رکھتے ہیں کہ وہ آپ کی سلطنت میں رعایا بن کر رہیں۔۔۔

یہ سن کر تو بادشاہ سلامت بہت خوش ہوئے اور اپنے ان سفیروں کو خصوصی انعامات دینے کا اعلان کیا۔

سپہ سالار نے فتوحات کی خوشخبری سنا کر تحفہ پیش کیا۔ بادشاہ سلامت !ملک بھر سے لوگ اپنے اپنے تحفے لیے دربار کے باہر جمع ہیں آپ اجازت مرحمت فرمائیں تو باری باری وہ تحفے آپ کی خدمت میں پیش کیے جا سکیں ؟

بادشاہ نے اجازت دی تو باری باری زرق برق لباس میں ملبوس لوگ دربار میں حاضر ہوتے دربار کے آداب بجا لاتے اور اپنے تحفے پیش کرتے۔۔۔دربار میں خوشبو ہی خوشبو تھی بادشاہ سلامت بہت خوش تھے سب نے بادشاہ سلامت کے لیے اپنی اپنی بساط کے مطابق خلوص کے ساتھ بہترین تحفے پیش کیے تھے۔

دربار کے باہر کچھ اور لوگ بھی تحفے لیے اندر جانے کے منتظر تھے لیکن دربان انہیں اندر جانے نہیں دے رہا تھا ایک شخص نے ہمت کر کے پوچھا کہ بھئی تم ہمیں کیوں اندر نہیں جانے دے رہے ہو؟

دربان نے کہا تم ذرا اپنا لباس دیکھو کتنا گندا اور غلیظ

ہو رہا ہے ۔۔۔تمہارے پاس سے بدبو کے بھبکے اٹھ رہے ہیں ۔۔۔تمہارے بال دیکھ کر لگ رہا ہے تم مہینوں سے نہیں نہائے ہو۔۔۔تمہارے دانتوں پر لگی پیلاہٹ بتا رہی ہے کہ تم نے نہ جانے کب سے مسواک بھی نہیں کی ۔۔۔اور ذرا! یہ ایک نگاہ اپنے ہاتھوں پر تو ڈالو کیا ان گندے اور بدبو دار ہاتھوں سے تم بادشاہ کو تحفے پیش کرو گے ؟

سب لوگوں نے ایک نظر اپنے لباس پر ڈالی تو انہیں اندازہ ہوا کہ وہ واقعی دربار میں تحفہ پیش کرنے کے اہل نہیں ۔۔۔

اکثر کو افسوس ہو رہا تھا کہ کاش وہ اس دربار کے آداب کے مطابق بہترین و معطّر پوشاک کے ساتھ حاضر ہوتے ان کے جسم سے ان کے لباس سے خوشبو کے جھونکے اٹھ رہے ہوتے۔

آپ بالکل درست سوچ رہے ہیں ، آپ کو ان تمام گندے لوگوں سے گھن آرہی ہے کیسے لوگ ہیں انہیں نہیں معلوم کہ بادشاہ سلامت کے دربار کے آداب کیا ہیں اور یہاں کیسے جانا چاہیے۔

بالکل ایسے ہی ربیع الاول کی آمد آمد ہے کائنات سجی ہوئی ہے کائنات کے دولہا نبی کریم ﷺ کا یومِ ولادت ہے علماء کرام اپنی کتابوں کے ذریعے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں تحفے پیش کررہے ہیں ۔۔۔مبلغین اپنی تبلیغ کے ذریعے سے ۔۔۔سب کے تحفے پیش ہورہے ہیں عوام و خواص سب ہی اس دربار میں حسبِ استطاعت اپنے درود و سلام کے تحفے پیش کررہے ہیں۔

ہر کلمہ گو مسلمان ، اسلام کا سفیر ہے جب نبی کریم ﷺ کے دربار میں یہ خبر پہنچتی ہوگی کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کی اُمّت کے ان سفیروں نے آپ کے مقام و مرتبے کو، آپ کی کرم نوازی کو، آپ کی تعلیمات کو دوسروں تک پہنچا دیا ہے اور انہوں نے ان سفیروں کے کردار کو دیکھتے ہوئے اسلام قبول کر لیا ہے اور وہ سب آپ کے غلاموں میں شامل ہو گئے ہیں تو رسول اللہ ﷺ کو کس قدر خوشی ہوتی ہو گی ۔۔۔پھر اس دربار سے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی عطا سے ان سفیروں میں انعام و اکرام کی تقسیم ہوتی ہے۔۔

میں سوچتا ہوں کبھی کبھی یوم ولادت کے موقع پر جب دربارِ رسالت ﷺ میں یہ خبر پہنچتی ہو گی کہ امت پریشانی میں ہے، ظلم وستم کا شکار ہے غفلت میں گرفتار ہے، لیکن تحفہ پیش کرنے کے لیے، کوئی سیف اللہ خالد نہیں ہے، کوئی سلطان صلاح الدین ایوبی نہیں ہے، تخت پر کوئی عمر بن عبد العزیز نہیں ہے، خانقاہ میں کوئی ابن عربی نہیں ہے اور مدرسوں میں غزالی و رازی نہیں ہے تو میرے آقا ﷺ خوش نہیں ہوتے ہوں گے۔

دربار کے باہر ایک ہجوم ہے جو تحفے پیش کرنا چاہتا ہے لیکن دربان روک دے گا ان تمام لوگوں کو دربار میں جانے سے جن کے جسم سے حرام خوری کی، حقوق العباد کو تلف کرنے والی کیچڑ کی، غفلت و کوتاہی کی، نبی کریم ﷺ کی اطاعت نہ کرنے کی، قرآن کریم کی تعلیمات سے اعراض برتنے کی سیاہی کی اور بدکرداری کی بدبو آرہی ہو گی یاد رکھیے گا دربارِ رسالت کے کچھ ظاہری آداب ہیں تو کچھ باطنی آداب بھی ہیں ۔۔۔مال حرام سے دین کے لیے خرچ کرنے والوں کے لیے مال وبال بن جائے گا۔۔۔بے نمازی جن کے لیے تو جہنم کی وعید ہے کہ جب کچھ لوگوں سے پوچھا جائے گا تم جہنم میں کیوں ہو تو وہ کہیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے ۔۔۔فحاشی و عریانیت کی بدبو کے ساتھ کیا تم اس قابل ہو کہ رسول اللہ ﷺ کے دربار میں تحفہ پیش کر سکو۔۔۔رسول اللہ ﷺ کی امت کے حقوق کو تلف کر کے، فل ساؤنڈ میں لوگوں کو ستا کر، تم محض میلاد کی رسم منا کر حضور ﷺ کی شفاعت کے مستحق ہو جاؤ گے تو تم کسی سخت قسم کی غلط فہمی کا شکار ہو۔۔۔دربان تمہیں اندر داخل نہیں ہونے دے گا۔

ہاں البتہ !تم چاہتے ہو کہ تم بھی نبی کریم ﷺ کے دربار میں تحفے پیش کر سکو تو توبہ سے غسل کر لو۔۔۔تقویٰ کی خوشبو سے خود کو مہکا لو ۔۔۔حقوق العباد کو تلف کرنے والی کیچڑ سے اپنا لباس کو محفوظ کر لو۔۔۔قرآن کریم کی تعلیمات سے خود کو روشن کر لو اور وفا کی پوشاک پہن کر اپنا تن من دھن نبی کریم ﷺ پر قربان کر دو تو تمہارے بھی تحفے دربار رسالت ﷺ میں ان

شاءاللہ پیش ہوجائیں گے۔

شہادت گہ اُلفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا۔

پیارے بچو!!

از: فقیر ابوالحسن

• جھوٹ کو ام الخبائث کہتے ہیں یعنی تمام برائیوں کی جڑ، جھوٹ بولنا اچھے بچوں کا کام نہیں، جھوٹ کو اللہ پاک پسند نہیں فرماتا، جھوٹ بولنے والے سے لوگ بھی خوش نہیں ہوتے، اللہ پاک قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے { واجتنبوا قول الزور } ترجمہ کنزالعرفان (اور جھوٹی بات سے اجتناب کرو) مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جھوٹ بولنا اور افترا کرنا (الزام لگانا) بے ایمانوں ہی کا کام ہے۔(پ16، النحل 105)

• علامہ فخر الدین رازی رحمہ اللہ تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں: یہ آیہ کریمہ اس بات پر مضبوط دلیل ہے کہ جھوٹ تمام کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑا گناہ ہے اور بدترین برائی ہے کیونکہ جھوٹ بولنے اور الزام لگانے کی جرات وہی کرسکتا ہے جسے اللہ پاک کی نشانیوں پر یقین نہ ہو۔(تفسیر کبیر، ج7، ص272، جزءالعشرون)

• پیارے بچو!! دیکھا آپ نے قرآن کریم میں جھوٹی بات سے بچنے کا حکم دیا گیا لہذا اس سے خود بھی بچیے اور اپنے اچھے انداز میں دوسروں کو بھی اس سے بچنے کا کہیے، اور ابھی سے ہی اپنے اندر اچھی اچھی عادتیں پیدا کر لیجیے، جب بھی بات کریں تو سچ بولیں، اگر کوئی ڈرائے، دھمکائے، یا لالچ دے تب بھی جھوٹ نہ بولیں، کیونکہ اللہ کے بندے ہر اس کام سے بچتے ہیں جسے اللہ پاک پسند نہیں فرماتا، بلکہ ہر وہ اچھا کام کرتے ہیں جسے اللہ پاک پسند فرماتا ہے، لہذا اب

سے پکا عزم کرلیں جھوٹ کبھی نہیں بولیں گے ، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے، آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے اور اس کی جستجو میں رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ پاک کے نزدیک بہت بڑا جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

(سنن الترمذی، ج3ص 391)

پیارے بچو !! جھوٹ کا تذکرہ ہورہا ہے تو کیوں نہ اسکی تعریف جان لیں کہ سچ کا الٹ جھوٹ ہے۔

•ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سولات ہوئے ان میں سے ایک سوال تھا ! کیا مومن جھوٹ بول سکتا ہے ؟فرمایا نہیں ۔۔۔۔

•پیارے بچو!!

•کھیل کا میدان ہو یا گھر کی چار دیواری، مسجد ہو یا اسکول، بیٹھے ہوں یا چل رہے ہوں، کوئی دیکھے یا نہ دیکھے ، ہمیں کسی بھی صورت جھوٹ نہیں بولنا کیونکہ ہم سب کا مالک عزوجل ہمیں دیکھ رہا ہے لہذا جب بھی بولیں تو ہمیشہ سچ بولیں۔

• جھوٹ کے نقصانات تو بہت ہیں مگر کچھ یہاں ذکر کیے جاتے ہیں تاکہ ان سے عبرت حاصل کی جائے۔

جھوٹ کبیرہ گناہوں میں بدترین گناہ ہے۔

جُھوٹ بولنا مُنافِق کی نشانیوں میں سے ایک نِشانی ہے۔

جُھوٹ ایمان کے مُخالِف ہے۔

جب بندہ جُھوٹ بولتا ہے، اُس کی بدبُو سے فرشتہ ایک مِیْل دُور ہوجاتا ہے۔

جو جھوٹ بولتا ہے اُس کا حسن وجمال جاتا رہتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جو جھوٹ بولتا ہے اُس کے چہرے کی آب و تاب اور رونق ختم ہو جاتی ہے۔

جھوٹ ہر برائی کے دروازے کو سیراب کرتا ہے جیسا کہ پانی درخت کی جڑوں کو سیراب کرتا ہے۔

جھوٹ بولنے سے مُنہ کالا ہوجاتا ہے۔

جھوٹ بولنے والے قِیامت کے دن، اللہ پاک کے نزدیک سب سے زِیادہ ناپسندیدہ اَفراد میں

شامِل ہوں گے۔
جھوٹ میں بھلائی نہیں ہے۔
(ماہنامہ فیضانِ مدینہ، دسمبر 2021ء)
• جھوٹ سے برائیوں کے دروازے کھلتے ہیں، جھوٹ رحمت الٰہی سے دور کرتا ہے، منافقوں کا طریقہ ہے، اور یاد رکھیے مذاق میں جھوٹ بولنا جھوٹ ہی ہے۔

• جھوٹ بولنے والی کی شخصیت، کردار پر کافی منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں، اس لیے خود بھی اس موذی مرض سے بچیے اور اپنے رشتہ داروں، دوستوں کو بھی اس سے بچائیے!!

جشنِ ولادت مصطفیٰ کیسے منائیں؟

از: سگِ عطار نعیم رضا

ہر مہینے کے اپنے ہی فضائل و برکات ہوتے ہیں لیکن! ماہِ ربیع الاول، ماہِ ربیعُ النور شریف کے فضائل و کمالات کی بات ہی الگ ہے، ماہِ ربیع النور شریف ہر مہینے سے ممتاز و نمایاں حیثیت رکھتا ہے، جیسے ہی ربیعُ النور شریف کا چاند دِکھتا ہے ہر عاشقِ مصطفیٰ کے چہرے پر نور کی پھوہار برستی ہے، دل خوشی سے کِھل اٹھتا ہے، گویا جس طرح سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب درخت پر چڑھ کر کھجور توڑ رہے تھے کہ اچانک سے ہوا تیز ہوئی، ہر طرف خوشبوئیں تھیں، درختوں میں، پتوں میں شادابی آگئی، یہ سب چیزیں اس بات کی مُشعِر تھیں، خبر دے رہی تھیں کہ محبوبِ سرور آرہے ہیں، فوراً درخت سے اُترے اور اپنے آقا سے اجازت چاہی کہ کچھ دیر کے لئے اجازت مطلوب ہے! آقا نے کہا نہیں۔۔۔ بھاگ جاؤ گے، سلمان فارسی کہتے ہیں کہ یہ غلام آپ کا نوکر ہے لیکن دل کسی اور کا نوکر ہے، کچھ دیر کے لئے اجازت دیں بس اپنے محبوب کو دیکھ کے آتا ہوں، جیسے ہی اجازت ملتی ہے خوشی کے مارے پاؤں زمین پر

نہیں ٹِکتے ، فوراً اپنے محبوب کی زیارت کرنے جاتے ہیں،

وہ محبوب کوئی اور نہیں بلکہ وہ ہمارے پیارے آقا مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ، جن کا ہم ربیع النور میں جشنِ ولادت مناتے ہیں، ہر عاشقِ رسول کو یہ محبوب ہونا چاہئے کہ اپنے پیارے نبی ، آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت خوب دُھوم دَھام سے منائے، خوب گھر اور گلی محلے کو سجائے، قمقمے، جھالریں، لائیٹس اور چراغاں کرے، گنبد خضرا، مسجد نبوی اور خانہ کعبہ کی شبیہ بھی بنائے کہ جائز و مستحسن ہے، کیونکہ حضور علیہ السلام ۔ اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہیں اور اللہ کی نعمتوں پر چرچا کرنے کا حکم خود رب قدیر نے قرآن حکیم میں بیان فرمایا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

ترجمہ کنزالایمان: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ (پ30 سورۃ الضحٰی)

اور خوشی کرنے کا انداز اور طور طریقہ عُرف و عادت پر ہوتا ہے ہمارے زمانے میں چونکہ خوشی کے موقع (شادی بیاہ سالگرہ وغیرہ) پر لائٹنگ کی جاتی ہے ، گھروں اور گلیوں کو سجایا جاتا ہے ، لہٰذا حضور علیہ السلام کی ولادت کے موقع پر یہ سب امور کرنا درست و جائز ہے۔

حضرت ابو العاص کی والدہ بیان کرتی ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے موقع پر میں سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھی، جب آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی ولادت کا وقت قریب ہوا، تو میں نے دیکھا کہ ستارے اتنے قریب ہو گئے کہ میں نے کہا کہ ستارے مجھ پر گِر جائیں گے ، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو ایسا نور نکلا جس سے ہمارا کمرہ اور پورا گھر روشن ہو گیا، پس میں جس چیز کی طرف بھی دیکھتی نور ہی نور نظر آتا۔

(میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرآن و حدیث کی روشنی میں صفحہ نمبر 33)

ہماری بے توجّہی !

ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہر انسان کے لئے ایک عملی نمونہ ہے ، چنانچہ رسولِ خدا کا فرمان ہے:

لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ
ترجمہ کنز الایمان: بیشک تمہیں رسولُ اللہ کی پیروی بہتر ہے۔
(پارہ 21 سورۃ الاحزاب آیت نمبر 21)

اسی طرح ایک اور مقام پر فرمانِ باری تعالیٰ ہے:
وَ مَاۤ اٰتٰـکُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡہُ ٭ وَ مَا نَہٰـکُمۡ عَنۡہُ فَانۡتَہُوۡا ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ
ترجمہ کنز الایمان: اور رسول جو کچھ تمہیں عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں (اس سے) باز رہو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے
(پارہ 28 سورۃ الحشر آیت نمبر 7)

معلوم ہوا کہ حقیقی طور پر کامیاب زندگی وہی ہے جو تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے نقشِ قدم پر ہو، اگر ہمارا جینا مرنا، سونا جاگنا حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے نقشِ قدم پر ہو جائے تو ہمارے سب کام عبادت بن جائیں گے۔

ہم جشنِ ولادت مناتے تو ہیں لیکن جس طرح منانا چاہیئے ویسے نہیں مناتے ، آج کل جشنِ ولادت کے حوالے سے ہمارے معمولات اُس کے بر خلاف دکھائی دیتے ہیں جس کی ہمیں ہمارے پیارے آقا و مولیٰ و ملجا نے تاکید اور نصیحت فرمائی ہے ! ہمارے آقا و مولی نے مسلمانوں کو اذیت دینے انکو تکلیف پہنچانے سے منع فرمایا، ایسے مواقع پر ایسے اعمال کرنا جس سے کسی کو تکلیف ہو ہرگز درست نہیں،

پوری راتوں کی راتیں سپیکروں پر نعتیں چلانا، جس کی وجہ سے بُوڑھے بچے مریض پریشان، نیند سے دوچار، دن کو روڈ بند کر لینا جسکی وجہ سے مسافروں کو دشواری کا سامنا ہو، وعلیٰ ھذاالقیاس۔ تاہم میں ریلی، جلوس یا نعتوں کا منع نہیں کر رہا لیکن۔۔۔۔ ہمارے آقا و مولیٰ نے لوگوں کی ہمیشہ خدمت کی ، لوگوں کی باتیں رکھیں، لوگوں کی حفاظت کی، راتوں کو جاگ کر پہرا دیا کرتے تھے، لیکن آج کل اگر ہم اپنے روز مرہ کے افعال کو بنظرِ عَمیق جائزہ لیں تو معلوم ہو گا!

ذرا اسی کیفیت میں اپنے آپکو دیکھیں اللہ نہ

کرے آپ بیمار ہوں اور آپ کو بمشکل نیند آتی ہو ایسے میں بلند و بانگ صدائیں چل رہی ہوں تو کیسا محسوس ہوگا۔۔۔۔

ہم نے میلاد بھی منانا ہے اور آقا کی دکھیاری امت کا خیال بھی رکھنا ہے، فرائض کی پابندی بھی کرنی ہے اور درودِ پاک کی کثرت بھی، چراغاں بھی کرنا ہے اور غریب و لاچار کی مدد بھی۔۔۔

مولائے کائنات سے دعا ہے کہ ہمیں صحیح معنوں میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا جشنِ میلاد منانے کی توفیق عطا کرے اور ایک کامل انسان بننے کی توفیق بخشے آمین۔

سیرت رسول کیروشنی میں بچوں کی تربیت کا ایک انداز

از: منیر احمد اشرفی

غلام رسول صاحب روزانہ جب کام سے فارغ ہوکر گھر لوٹتے تو عشاء کی نماز کے بعد روزانہ اپنے بچوں کو لے کر حضور جان جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ کی روشنی میں ان کی تربیت کرنے کی کوشش کرتے۔

آج بھی حسب معمول غلام رسول صاحب نماز عشاء کے بعد جونہی گھر داخل ہوئے تو ان کے چھوٹے بیٹے غلام مصطفٰی نے اپنے ابو جی کا اچھے سے استقبال کیا۔

ابو جی کے سلام کا اٹھ کر جواب دیا اور دست بوسی بھی کی۔

غلام رسول صاحب ننھے غلام مصطفٰی کا پیار بھرا رویہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ بیٹا!!!

آج میں آپکو اپنے آقا و مولا حضور جان جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچپن شریف کی کچھ باتیں بتاتا ہوں۔

سب بچوں کی آنکھوں میں ایک عجیب قسم کی چمک تھی ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے وہ اپنے آقا و مولا حضور جان جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر

سننے کیلئے تڑپ رہے ہیں۔ ذکر پاک سننے کیلئے مچل سے رہے ہیں۔

خیر غلام رسول صاحب نے بچوں کا شوق اور جذبہ دیکھا تو انہیں اپنے کمرے میں لے گئے اور پاس بٹھا کر کہنے لگے۔

وہ مبارک ہستی جنہوں نے حضور جان جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شیر مبارک (دودھ) پلایا انکا نام نامی اسم گرامی حضرت سیدتنا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا ہے۔ بچو آپکو یہ بھی بتاتا چلوں کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا تعلق قبیلہ بنو سعد سے تھا جو بنی ہوازن کی ایک شاخ تھا۔ یہ قبیلہ عربیت اور فصاحت میں اپنا جواب نہیں رکھتا تھا۔

جب حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا اپنے قبیلے کی خواتین کے ساتھ مکہ مکرمہ میں بچوں کو رضاعت کیلئے لینے کیلئے آئیں تو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی قسمت کا ستارہ اپنے عروج پر تھا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا جب حضور جان جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لینے کیلئے مکان عالیشان پر حاضر ہوئیں تو (آپ نے جو منظر دیکھا وہ کیا تھا) آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "میں نے دیکھا کہ حضور جان جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں، حور جان جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے خوشبوئیں اٹھ رہی ہیں، سبز رنگ کا ریشمی کپڑا نیچے بچھا ہوا ہے، پیٹھ مبارک کے بل آرام فرما ہیں۔

میں نے آہستہ سے قریب ہو کر اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر حضور جان جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینۂ مبارک پر ہاتھ رکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرانے لگے، اپنی سرگیں آنکھیں کھول دیں اور مجھے دیکھنے لگے، میں نے محسوس کیا کہ آنکھوں سے انوار نکل رہے ہیں اور وہ انوار آسمان کو چھو رہے ہیں۔

بے اختیار ہو کر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسی دیا اور پیار سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے سینے سے لگا لیا۔

[مدارج النبوت، قسم اول، بیان حسن خلقت، 2/19 ملخصًا]

غلام رسول صاحب کے منہ سے حضور جان جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچپن شریف کا واقعہ سن کر غلام مصطفٰی کے شوق و جذبے میں مزید اضافہ ہو رہا تھا۔ وہ کہنے لگے کہ ابو جی ہمیں ہمارے آقا و مولا حضور جان جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزید کچھ باتیں سنائیں !!!

اپنے بچوں کے شوق کو دیکھ کر غلام رسول صاحب کی آنکھوں سے اشکوں کی برسات شروع ہو گئی۔ اور حضور جان جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد تڑپانے لگی۔

خیر انہوں نے کہا کہ بیٹا۔۔۔

جب حضرت سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر دودھ پلانے بیٹھیں تو نبوت کی برکتیں ظاہر ہونے لگیں۔

خدا کی شان کہ سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے اس قدر دودھ بڑھ گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی عبداللہ بن حارث نے خوب پیٹ بھر کر دودھ پیا اور دونوں آرام سے سو گئے۔

حضور جان جاناں صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رضاعی ماں سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا صرف ایک ہی طرف سے دودھ نوش فرمایا کرتے جب وہ دوسری جانب سے پلانے کی کوشش کرتیں تو تب بھی نوش نہ فرماتے کہ وہ میرے رضاعی بھائی عبداللہ بن حارث کا حصہ تھا، اور یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ عدل و انصاف کا بول بالا کریں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی اونٹنی کا دودھ سے خالی تھی اس میں بھی خوب دروھ آگیا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے شوہر جناب سیدنا حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا دودھ دوہا اور دونوں میاں بیوی نے خوب خوب سیر ہو کر دودھ نوش کیا اور وہ رات بڑی راحت و سکون کے ساتھ بسر کی۔

جب بیدار ہوئے تو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے شوہر سیدنا حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے:

اے حلیمہ! تو بڑا ہی مبارک بچہ لائی ہے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ واقعی مجھے بھی یہی امید ہے کہ یہ بچہ بڑا بابرکت ہے اور خدا کی رحمت بن کر ہمیں ملا ہے۔ عنقریب ہمارا گھر خیر و برکت سے بھر جائے گا۔

[سیرت حلبیہ، باب ذکر رضاو ما اتصل بہ، 1/132، ملخصًا]

یاد رہے کہ سیدنا حارث یہ صاحب ایمان اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت بابرکت سے فیض پانے والے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں بھی حاضر ہوئے۔

[فتاوی رضویہ 30/293 ملخصًا]

حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر مکہ شریف سے اپنے گاؤں کی طرف روانہ ہوئے تو میرا وہی خچر جو پہلے کمزوری کی وجہ سے قافلے والوں سے پیچھے رہ جاتا تھا اب اس قدر تیز چلنے لگا کہ کوئی دوسری سواری اس کا مقابلہ نہ کر سکتی تھی۔

[مدارج النبوت، قسم دوم، باب اول، 2/20، ملتقطاً]

مختلف روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مبارک سفر میں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک خچر اور ایک اونٹنی تھی۔

[نوجوان نسل کیلئے آخری نبی علیہ السلام کی پیاری سیرت، ص 21، مکتبۃ المدینہ]

غلام رسول صاحب نے یہاں اشک بار آنکھوں کے ساتھ بات مکمل کی تو سب بچوں کی آنکھوں میں بھی حضور جان جاناں صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت کی وجہ سے اشک رواں تھے۔

غلام مصطفیٰ جو کہ سب سے زیادہ توجہ اور محبت سے یہ باتیں سن رہے تھے کہنے لگے ابو جان کچھ باتیں اور بتائیں۔

غلام مصطفیٰ کا دل کر رہا تھا کہ ساری رات حضور جان جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر پاک سنتے رہیں۔ نیند کا تو دور دور تک نام و نشان بھی نہیں تھا۔ اپنے بچوں کا اس قدر شوق دیکھ کر غلام رسول صاحب ایک بار پھر بولے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کا بچپن شریف کے حوالے سے بیان ہے کہ:

میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی وقت بھی کوئی جھوٹ بولے ہوں یا کبھی کسی کو دھوکہ دیا ہو، یا کبھی کسی کو کوئی تکلیف پہنچائی ہو، یا بیہودہ بچوں کے پاس کھیلنے کیلئے گئے ہوں یا

کبھی خلاف تہذیب کوئی بات کی ہو۔ ہمیشہ انتہائی خوش اخلاق، اچھی عادتوں والے، نرم گفتار، بلند کردار اور اعلیٰ درجہ کے پارسا اور پرہیز گار رہے۔

[سیرت مصطفی علیہ السلام، ص 83، مکتبۃ المدینہ]

غلام رسول صاحب نے یہاں بات مکمل کی اور سب بچوں نے آج سے ہی یہ عہد کیا کہ ہم بھی

1...خوش خلقی

2...ایثار

3...عدل وانصاف

4...اچھی عادات واطوار

5...نرم گفتار

6...بلند کردار

اور ہر ہر لحاظ سے سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے رکھیں گے۔

غلام رسول صاحب نے بچوں کو خوب خوب دعاؤں سے نوازا اور کہا کہ کافی ٹائم ہو چکا ہے اب آپ سب لوگ سوجائیں تاکہ صبح جلدی سے اٹھ کر نماز فجر اور قرآن مجید کا سبق پڑھنے کیلئے جاسکیں۔

اللہ کریم ہمیں بھی حضور جان جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں زندگیاں بسر کرنے کی توفیق عطافرمائے۔

امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ہماری اردو کتابیں:

(1) بہار تحریر۔عبد مصطفی آفیشل

علمی تحقیقی اور اصلاحی تحریروں پر مشتمل ایک گلدستہ جس کے اب تک چودہ حصے شائع ہو چکے ہیں۔ ہر حصے میں پچیس تحریریں ہیں جو مختلف موضوعات پر ہیں۔

(2) اللہ تعالی کو اوپر والا یا اللہ میاں کہنا کیسا؟۔عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں کئی حوالوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالی کو اوپر والا یا اللہ میاں کہنا جائز نہیں ہے۔

(3) اذان بلال اور سورج کا نکلنا۔عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں ایک واقعے کی تحقیق پیش کی گئی ہے جس میں حضرت بلال کے اذان نہ دینے پر سورج نہ نکلنے کا ذکر ہے۔

(4) عشق مجازی (منتخب مضامین کا مجموعہ)۔عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں کئی احباب کے مضامین شامل کیے گئے ہیں جو عشق مجازی کے تعلق سے ہیں، عشق مجازی کے مختلف پہلوؤں پر یہ ایک حسین سنگم ہے۔

(5) گانا بجانا بند کرو، تم مسلمان ہو!۔عبد مصطفی آفیشل

اس مختصر سے رسالے میں گانے بجانے کی مذمت پر کلام کیا گیا ہے اور گانوں کے کفریہ اشعار بیان کئے گئے ہیں جسے پڑھ کر کئی لوگوں نے گانے بجانے سے توبہ کی ہے۔

(6) شب معراج غوث پاک۔عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں ایک مشہور واقعے کی تحقیق بیان کی گئی ہے جس میں حضرت غوث اعظم کی شب معراج ہمارے نبی علیہ السلام سے ملنے کا ذکر ہے۔

(7) شب معراج نعلین عرش پر۔عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں ایک واقعے کی تحقیق پیش کی گئی ہے جس میں معراج کی شب حضور نبی کریم علیہ السلام کا نعلین پہن کر عرش پر جانے کا ذکر ہے۔

(8) حضرت اویس قرنی کا ایک واقعہ۔عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں حضرت اویس قرنی کے اپنے دندان شہید کر دینے والے واقعے کی تحقیق بیان کی گئی ہے اور ساتھ یہ بھی کہ اللہ کے آخری رسول علیہ السلام کے دندان شہید ہوئے تھے یا نہیں اور ہوئے تو اس کی کیفیت کیا تھی اور کئی تحقیقی نکات شامل بیان ہیں۔

(9) ڈاکٹر طاہر اور وقار ملت۔عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ مجموعہ ہے ان فتاوی کا جو حضرت علامہ مفتی وقار الدین قادری علیہ الرحمہ نے ڈاکٹر طاہر القادری کے لیے لکھے ہیں، یہ فتاوی ڈاکٹر طاہر القادری کی گمراہی ثابت کرتے ہیں۔

(10) مقرر کیسا ہو؟-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں آپ پڑھیں گے کہ تقریر کرنے کا اہل کون ہے، یہ کس کے لیے جائز ہے اور ایک مقرر کے اندر کون کون سی باتیں ہونی چاہییں۔

(11) غیر صحابہ میں ترضی-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں کئی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ صحابہ کے علاوہ بھی ترضی (یعنی رضی اللہ تعالی عنہ) کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔

(12) اختلاف اختلاف اختلاف-عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ اہل سنت میں موجود فروعی اختلافات کے حوالے سے ہے، اس میں اس بات کا بیان ہے کہ جب کبھی علمائے اہل سنت کے مابین کوئی مسئلہ اختلافی ہو جائے تو اس میں کیسی روش اختیار کی جانی چاہیے۔

(13) چند واقعات کربلا کا تحقیقی جائزہ-عبد مصطفی آفیشل

واقعات کربلا کے حوالے سے اہل سنت میں بے شمار واقعات ایسے آ گئے ہیں جو شیعوں کی پیداوار ہیں، اس رسالے میں ہم نے چند واقعات کی تحقیق پیش کی ہے جو کہ اپنی نوعیت کا منفرد کام ہے، اس تحقیقی رسالے میں کئی علمی نکات مرقوم ہیں۔

(14) بنت حوا (ایک سنجیدہ تحریر)-کنیز اختر

عورتوں کی زندگی میں پیدائش سے لے کر نکاح اور پھر بعدہ کے معاملات کی اصلاح کے لیے اس رسالے کو ایک الگ انداز میں لکھا گیا ہے۔

(15) سیکس نالج (اسلام میں صحبت کے آداب)-عبد مصطفی آفیشل

اسلام میں جنسی تعلقات اور اس حوالے سے جدید مسائل پر یہ رسالہ بڑے ہی عام فہم انداز میں لکھا گیا ہے اور آسان ہونے کے ساتھ ساتھ یہ رسالہ دلائل سے بھی مزین ہے۔

(16) حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعے پر تحقیق-عبد مصطفی آفیشل

حضرت ایوب علیہ السلام کے متعلق مشہور واقعات کی تحقیق پر یہ رسالہ لکھا گیا ہے، کئی حوالوں سے اصل روایات اور ان کی کیفیت کو انبیا کی عظمت کو مد نظر رکھتے ہوئے بیان کیا گیا ہے۔

(17) عورت کا جنازہ-جناب غزل صاحبہ

عورت کے جنازے کو کون کون دیکھ سکتا ہے؟ کون کون کندھا دے سکتا ہے؟ کیا شوہر کندھا نہیں دے سکتا؟ اور ایسے کئی سوالات کے جوابات آپ کو اس رسالے میں ملیں گے۔

(18) ایک عاشق کی کہانی علامہ ابن جوزی کی زبانی-عبد مصطفی آفیشل

ایک عاشق کی بڑی دل چسپ کہانی ہے جس میں مزاح ہے، تفریح ہے، سبق ہے اور عبرت ہے۔ اس واقعے کو علامہ ابن جوزی کی کتاب ذم الھوی سے لیا گیا ہے۔

(19) آئیے نماز سیکھیں-عبد مصطفی آفیشل

اس کتاب میں نماز پڑھنے اور اس سے متعلق زیادہ سے زیادہ مسائل کو جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اصطلاحات کو آسان انداز میں بیان کیا گیا

ہے،اس کے اگلے حصوں پر بھی کام جاری ہے۔

(20)قیامت کے دن لوگوں کو کس کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں اس بات کی تفصیل بیان کی گئی ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو ماں کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا یا باپ کے نام سے

(21)محرم میں نکاح-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں بیان کیا گیا ہے کہ ماہ محرم الحرام میں بھی نکاح جائز ہے اور اسے ناجائز کہنا بالکل غلط ہے، محرم میں غم منانا یہ کوئی اسلامی رسم نہیں اور چاہے گھر بنانا ہو یا مچھلی، انڈہ اور گوشت وغیرہ کھانا سب محرم میں جائز ہیں۔

(22)روایتوں کی تحقیق (پہلا حصہ)-عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ اہل سنت میں مشہور روایتوں کی تحقیق پر مشتمل ہے،اس میں روایتوں کی تحقیق بیان کی گئی ہے۔صحیح روایتوں کی صحت پر اور باطل روایتوں کے موضوع و بے اصل ہونے پر دلائل پیش کیے گئے ہیں،اس کے اور بھی حصوں پر کام جاری ہے۔

(23)روایتوں کی تحقیق (دوسرا حصہ)-عبد مصطفی آفیشل

یہ روایتوں کی تحقیق کا دوسرا حصہ ہے،اس کے اور بھی حصوں پر کام جاری ہے۔

(24)بریک اپ کے بعد کیا کریں؟-عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ ان نوجوانوں کے لیے لکھا گیا ہے جو عشق مجازی میں دھوکا کھا کر اپنی زندگی کے سفر کو جاری رکھنے کے لیے راہ تلاش کر رہے ہیں۔

(25)ایک نکاح ایسا بھی-عبد مصطفی آفیشل

یہ ایک سچی کہانی ہے،ایک نکاح کی کہانی،اس میں جہاں اسلامی طریقے سے نکاح کو بیان کیا گیا ہے وہیں اس پر عمل کی کوشش بھی کی گئی ہے،ہے تو یہ ایک کہانی پر اس میں آپ تحقیقی نکات بھی ملاحظہ فرمائیں گے۔

(26)کافر سے سود-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں آپ پڑھیں گے کہ ایک کافر اور مسلمان کے درمیان سود کی کیا صورتیں ہیں؟اور ساتھ ہی لون،بینک اور ڈاک سے ملنے والے منافع پر علمائے اہل سنت کی تحقیق بھی شامل رسالہ ہے۔

(27)میں خان تو انصاری-عبد مصطفی آفیشل

اسلام میں قوم،ذات اور برادری وغیرہ کی اصل پر یہ ایک تحقیقی کتاب ہے،اس مساوات کو قائم کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے،کفو کے مسئلے پر تحقیقی مواد بھی شامل کتاب ہے۔

(28)روایتوں کی تحقیق (تیسرا حصہ)-عبد مصطفی آفیشل

یہ روایتوں کی تحقیق کا تیسرا حصہ ہے،اس کے دو حصوں کا ذکر ہم کر آئے ہیں،اس کے چوتھے حصے پر کام جاری ہے۔

(29)جرمانہ-عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ مالی جرمانے کے متعلق لکھا گیا ہے۔مالی جرمانہ فقہ حنفی میں جائز نہیں ہے اور اسے دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔

(30)لاالہ الااللہ، چشتی رسول اللہ ؟-عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ اولیا کی ایک خاص حالت کے بیان میں ہے جسے "سکر" اور "شطحیات" وغیرہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔اس تعلق سے اہل سنت کے معتدل موقف کو دلائل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔یہ رسالہ ان کے لیے دعوت فکر ہے جو افراط و تفریط کے شکار ہیں۔

(31)تحقیق عرفان فی تخریج شمول الاسلام-عرفان برکاتی

یہ اعلی حضرت، امام احمد رضا بریلوی کی کتاب شمول الاسلام پر تخریج ہے۔

(32)اصلاح معاشرہ(منتخب احادیث کی روشنی میں)-عرفان برکاتی

اس کتاب میں اصلاح معاشرہ کے لیے احادیث کا انتخاب کیا گیا ہے۔اصلاح معاشرہ کے حوالے سے یہ ایک اچھی کتاب ہے۔

(33)کلام عبید رضا-عبد مصطفی آفیشل

یہ الحاج اویس رضا قادری پاکستانی کے کلام کا مجموعہ ہے۔

(34)مسائل شریعت(جلد1)-سید محمد سکندر وارثی

اس کتاب میں تقریبًا سات سو سوال جواب ہیں۔روز مرہ زندگی میں پیش آنے والے مسائل کثرت سے موجود ہیں۔فقہ حنفی کی روشنی میں مسائل کو بڑے اچھے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

(35)اے گروہ علما کہ دو میں نہیں جانتا-مولانا حسن نوری گونڈوی

یہ مختصر سا رسالہ ایک اہم پیغام پر مشتمل ہے کہ علما و عوام سب کو چاہیے کہ لاعلمی کا اعتراف کرنے کی عادت ڈالیں اور جہاں علم نہ ہو وہاں تکلف کر کے جواب نہ دیتے ہوئے کہ دیا جائے کہ میں نہیں جانتا۔

(36)سفرنامہ بلاد خمسہ-عبد مصطفی آفیشل

یہ ایک سفرنامہ ہے، ہندستان کے پانچ بلاد کے سفر کے احوال پر مشتمل ہے۔اس کے مطالعے سے جہاں آپ پانچ بلاد کے متعلق معلومات حاصل کریں گے وہیں کئی علمی نکات بھی آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

(37)منصور حلاج۔عبد مصطفی آفیشل

یہ مختصر سا رسالہ حضرت منصور حلاج رحمہ اللہ کے حالات پر ہے جس میں علماے اہل سنت کی تحقیق کو بیان کیا گیا ہے اور حضرت منصور حلاج کے بارے میں رکھے جانے والے نظریات کو پیش کر کے جائزہ لیا گیا ہے۔

(38)مقام صحابہ امام احمد بن حنبل کی نظر میں

اس رسالے میں علامہ وقار رضا القادری المدنی سلمہ الباری نے امام احمد بن حنبل کے صحابہ کرام کے متعلق نظریات کو پیش کیا ہے اور حضرت امیر معاویہ کے حوالے سے بھی کلام کیا گیا ہے۔

(39)مفتی اعظم ہند اپنے فضل و کمال کے آئینے میں۔مولانا محمد ثقلین ترابی نوری، مولانا محمد سلیم رضوی

یہ کتاب شہزادۂ اعلی حضرت، حضور مفتی اعظم ہند کی سیرت اور کردار پر لکھا گیا ہے۔

(40)سفرنامہ عرب۔ مفتی خالد ایوب مصباحی شیرانی

یہ مفتی خالد ایوب مصباحی کا ملک عرب کے سفر کے دوران لکھا گیا سفرنامہ ہے۔

(41)تحریرات لقمان-علامہ قاری لقمان شاہد

مختلف موضوعات پر مشتمل یہ نہایت عمدہ کتاب ہے۔اس کتاب کو سیکڑوں کتابوں کا نچوڑ کہا جا سکتا ہے۔ یہ اصل میں علامہ لقمان شاہد صاحب کی فیس بک پر تقریباً 8 سال کی گئی پوسٹوں کا مجموعہ ہے۔

(42)من سب نبیا فاقتلوہ کی تحقیق-زبیر جمالوی

یہ رسالہ مشہور روایت "من سب نبیا فاقتلوہ" کی تحقیق پر لکھا گیا ہے جس میں اس روایت کی سند پر تحقیقی کلام کیا گیا ہے۔

(43)ڈاکٹر طاہر القادری کی 1700 تصانیف کی حقیقت۔ مفتی خالد ایوب مصباحی شیرانی

اس رسالے میں ڈاکٹر طاہر القادری کی 1700 تصانیف کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔ اس قدر کتابیں ڈاکٹر صاحب نے نہیں لکھی ہیں بلکہ دوسروں کی محنتوں کو اپنے نام کیا ہے۔

(44)فرضی قبریں۔ عبد مصطفی آفیشل

اس کتاب میں علمائے اہل سنت کے 20 سے زائد حوالوں سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ فرضی قبریں، مزارات وغیرہ بنانا اور ان کے ساتھ اصل جیسے معاملات کرنا حرام ہے۔

(45)سنی کون؟ وہابی کون؟۔ عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ بہت عام فہم زبان میں لکھا گیا ہے تاکہ سنی اور وہابی کے درمیان اصل اختلاف کی نوعیت ہر کوئی سمجھ سکے۔

(46)علم نور ہے۔ محمد شعیب جلالی عطاری

اس میں علم دین کے فضائل، علم کے حصول اور علم دین کے فروغ کے حوالے سے قرآن و سنت سے فضائل بیان کیے گئے ہیں۔

(47)یہ بھی ضروری ہے۔ محمد حاشر عطاری

یہ رسالہ تبلیغ دین کی اہمیت پر لکھا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ "یہ (تبلیغ دین) بھی ضروری ہے"

(48)مومن ہو نہیں سکتا۔ فہیم جیلانی مصباحی

یہ رسالہ تین حدیثوں کی شرح پر مشتمل ہے جو ان الفاظ کے ساتھ روایت کی گئی ہیں کہ "تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن ہو نہیں سکتا۔۔۔الخ"

(49)جہان حکمت۔ محمد سلیم رضوی

یہ کتاب اولیائے کرام کے اقوال پر مشتمل ہے۔ کئی کتابوں میں سے منتخب اقوال کو اس میں شامل کیا گیا ہے۔ جذبے کو بیدار کرنے کے لیے اور کئی امور میں ان اقوال کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

(50)ماہ صفر کی تحقیق۔ مولانا محمد نیاز عطاری

اس رسالے میں ماہ صفر کے حوالے سے جو غلط فہمیاں عام ہیں ان کی اصلاح کی گئی ہے۔

(51)فضائل و مناقب امام حسین۔ ڈاکٹر فیض احمد چشتی

اس کتاب میں امام حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بیان کیے گئے ہیں اور ساتھ میں واقعۂ کربلا پر بھی بیان موجود ہے۔

(52)شان صدیق اکبر بزبان محبوب اکبر۔ امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ

اردو ترجمہ، تشریح اور تخریج ابو حامد عمران رضا عطاری المدنی نے کی ہے۔

(53)تحریرات بلال۔ مولانا محمد بلال ناصر

یہ کتاب مولانا محمد بلال ناصر کی تحریروں کا مجموعہ ہے۔ مختلف موضوعات پر تحریریں آپ اس میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

(54)معارف اعلی حضرت

اس کتاب میں کئی لکھاری حضرات کے مضامین کو شامل کیا گیا ہے۔ اعلی حضرت رحمہ اللہ تعالی کی سیرت اور ان کے اوصاف پر یہ ایک بہترین کتاب ہے۔

(55)نگارشات ہاشمی۔ مولانا محمد بلال احمد شاہ ہاشمی

یہ کتاب مولانا محمد بلال شاہ ہاشمی کی تحریروں کا مجموعہ ہے۔ مختلف موضوعات پر تحریریں آپ اس میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

(56)ماہنامہ التحقیقات۔ ربیع الاول 1444ھ کا شمارہ (یہ کتاب)

یہ ایک ماہنامہ ہے جو دار التّحقیقات انٹرنیشنل کی خوب صورت کاوش ہے۔ مختلف موضوعات پر تحقیقی مضامین اس میں شامل کیے گئے ہیں۔

DONATE

ABDE MUSTAFA OFFICIAL

TO DONATE :

Account Details :

Airtel Payments Bank

Account No.: 9102520764

(Sabir Ansari)

IFSC Code : AIRP0000001

SCAN HERE

PhonePe G Pay Paytm **9102520764**

OUR DEPARTMENTS:

enikah
E NIKAH MATRIMONIAL SERVICE

SABIYA
SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

BOOKS
ROMAN BOOKS

PS graphics
PURE SUNNI GRAPHICS
GRAPHIC DESIGNING DEPARTMENT

ACAG MOVEMENT
TO CONNECT AHLE SUNNAT



/abdemustafaofficial

for more details WhatsApp on **+919102520764**

ABOUT US

Abde Mustafa Official is a team from **Ahle Sunnat Wa Jama'at** working since 2014 on the Aim to propagate **Quraan and Sunnah** through electronic and print media.

We are :

blogging, publishing books and pamphlets in multiple languages on various topics, running a special matrimonial service for Sunni Muslims.

Visit our official website :

www.abdemustafa.in

about thousands of articles & 245+ pamphlets and books are available in multiple languages.

E Nikah Matrimony

if you are searching a Sunni life partner then **E Nikah** is a right platform for you.

Visit **www.enikah.in**

Or join our Telegram Channel

t.me/enikah (search "E Nikah Service" in Telegram)

Follow us on Social Media Networks :

/abdemustafaofficial

For more details WhatsApp **+91 91025 20764**

info@abdemustafa.in

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION · enikah E NIKAH MATRIMONY SERVICE · BOOKS ROMAN BOOKS · niiii NIKAH AGAIN SERVICE

POWERED BY:

AMO

ABDE MUSTAFA OFFICIAL